وَقُلْ جَاءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۚ إِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

مجلہ

آوازِ حق

شمارہ نمبر۔4

مؤمل بن اسماعیل پر جمہور کی جرح اور سنابلی کا جھوٹ

حدیث وراثت انبیاء کے راوی صرف ابو بکرؓ ہیں؟

مسافرت کی حد اور غیر مقلدین کا اعتراض

حدیث ابن مسعودؓ پر لاجواب عمدہ بحث

مجلّہ

آوازِ حق

شمارہ نمبر-۴

۲۰۲۴ء

شمار	عنوانات	صفحہ

اپنی آراء اور تجاویز نیز سوالات وغیرہ

اس واٹس ایپ نمبر پر بھیجیں۔

0302-8133768

محمد حسن

صحابہ کرام میں ترتیب فضیلت

آئمہ اربعہ کے سرخیل، فقیہ بے مثل شیخ الاسلام والمسلمین امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کے بعد تمام لوگوں سے افضل حضرت ابو بکر ہیں پھر فاروق لقب والے حضرت عمر بن خطاب ہیں۔

ان کے بعد حضرت عثمان بن عفان ذو النورین ہیں۔ پھر حضرت علی المرتضی بن ابی طالب ہیں۔

رضوان اللہ علیہم اجمعین (اللہ تعالی ان تمام سے راضی ہو)۔

جو کہ اللہ تعالی شانہ کی عبادت کرنے والے تھے اور حق پر ثابت قدم رہنے والے اور حق کا ساتھ دینے والے تھے۔

ہم ان سے محبت کرتے ہیں

اور ہم اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابہ کرام کو اچھے الفاظ کے ساتھ ہی یاد کرتے ہیں۔

وَأفضل النَّاس بعد النَّبِيين عَلَيْهِم الصَّلَاة وَالسَّلَام أَبُو بكر الصّديق ثمَّ عمر بن الْخطاب الْفَارُوق ثمَّ عُثْمَان بن عَفَّان ذُو النورين ثمَّ عَليّ بن أبي طَالب المرتضى رضوَان الله عَلَيْهِم أَجْمَعِينَ عابدين ثابتين على الْحق وَمَعَ الْحق نتولاهم جَمِيعًا وَلَا نذْكر أحدا من أَصْحَاب رَسُول الله إِلَّا بِخَير۔ (الفقه الاكبر ص41)

امت محمدیہ کا پہلا جنتی

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا حضرت جبریل علیہ السلام نے میرا ہاتھ پکڑا۔ پھر مجھے جنت کا وہ دروازہ دکھایا جس سے میری امت کے لوگ (جنت میں) داخل ہوں گے۔

حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اے کاش میں بھی آپ کے ساتھ ہوتا اور وہ دروازہ دیکھتا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: بے شک تو میری امت کا پہلا شخص ہے جو اس سے جنت میں داخل ہوگا۔

(مستدرک حاکم حدیث 4444)

اس روایت کو امام حاکم اور ذہبی دونوں نے امام بخاری و مسلم کی شرط پر صحیح قرار دیا ہے۔

غیر مقلدین کے جھوٹ

جھوٹ-14

زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

رکوع سے پہلے اور بعد والے رفع یدین کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے درج ذیل صحابہ نے روایت کیا ہے!

سیدنا محمد بن مسلمہ رضی اللہ عنہ

جزرفع الیدین للبجاری: 5 سندہ حسن۔

(نورالعینین ص122)

تبصرہ

ناظرین ہم آپ کے سامنے زبیر علی زئی کے حوالہ والی (جزءرفع الیدین کی) مکمل روایت پیش کرتے ہیں۔آپ ذرا غور سے دیکھ کر بتائیں۔کہ اس میں رکوع سے اٹھ کر رفع الیدین کا نام ونشان بھی ہے؟؟

بحوالہ روایت ملاحظہ فرمائیں۔

پھر کھڑے ہوئے تکبیر کہی۔اور رفع یدین کیا پھر جب رکوع کے لیے تکبیر کہی تو رفع الیدین کیا پھر رکوع کیا پھر اپنے دونوں ہاتھ اپنے دونوں گھٹنوں پہ رکھے۔

أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ , حَدَّثَنَا عَبْدُ الْمَلِكِ بْنُ عَمْرٍو , حَدَّثَنَا فُلَيْحُ بْنُ سُلَيْمَانَ , حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ سَهْلٍ قَالَ: اجْتَمَعَ أَبُو حُمَيْدٍ , وَأَبُو أُسَيْدٍ , وَسَهْلُ بْنُ سَعْدٍ , وَمُحَمَّدُ بْنُ مَسْلَمَةَ فَذَكَرُوا صَلَاةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ أَبُو حُمَيْدٍ: أَنَا أَعْلَمُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَامَ فَكَبَّرَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ، ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ كَبَّرَ لِلرُّكُوعِ , ثُمَّ رَكَعَ فَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلَى رُكْبَتَيْهِ۔(جزء رفع اليدين للبخارى ص11)

کیوں جی! مذکورہ روایت میں رکوع سے اٹھ کر رفع الیدین کہیں موجود ہے؟

جھوٹ-15

زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا: مسند ابی یعلٰی میں یزید بن ابی زیاد سے ابن ادریس نے "ثم لا يعود" یا اس کے ہم معنی الفاظ (دوبارہ رفع الیدین کے نہ کرنے) کے الفاظ نقل نہیں کیے۔

ملاحظہ فرمائیں!

حدیث براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی تخریج کا نقشہ.....

(نور العینین ص144)

تبصرہ

ناظرین!

ذیل میں ملاحظہ فرمائیں!

مسند ابی یعلیٰ میں واضح طور پر موجود ہے کہ ابن ادریس نے یزید بن ابی زیاد سے " لم یرفعھما " (پھر رفع الیدین نہیں کیا) کے الفاظ نقل کئے ہیں۔

حَدَّثَنَا إِسْحَاقُ، حَدَّثَنَا ابْنُ إِدْرِيسَ، قَالَ: سَمِعْتُ يَزِيدَ بْنَ أَبِي زِيَادٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْبَرَاءِ قَالَ: «رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَفَعَ يَدَيْهِ حِينَ اسْتَقْبَلَ الصَّلَاةَ حَتَّى رَأَيْتُ إِبْهَامَيْهِ قَرِيبًا مِنْ أُذُنَيْهِ، ثُمَّ لَمْ يَرْفَعْهُمَا۔ (مسند ابی یعلیٰ ج 294/3)

جھوٹ-16

مؤمل بن اسماعیل پر جرح کرتے ہوئے حافظ ابن حجر رح نے تہذیب التہذیب میں امام محمد بن نصر المروزی کا قول نقل کیا:

الْمُؤَمَّلِ إِذَا انْفَرَدَ بِحَدِيثٍ وَجَبَ أَنْ تُوقَفَ، وَيُتَثَبَّتُ فِيهِ لِأَنَّهُ كَانَ سَيِّئَ الْحِفْظِ، كَثِيرَ الْغَلَطِ (تہذیب التہذیب 381/10)

اس کا جواب دیتے ہوئے زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

یہ قول بھی بلا سند ہے۔ (نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص20)

حالانکہ یہ قول امام محمد بن نصر مروزی کی معروف کتاب (تعظیم قدر الصلوۃ ج2 ص574) پر موجود ہے۔

زبیر علی زئی غیر مقلد کے اکثر دعوے جھوٹے اور اکثر حوالے غلط ہوتے ہیں۔ جس کم علم و عقل کا مطالعہ اتنا سطحی تھا کہ مشہور و معروف کتب کو دیکھا تک نہیں تھا وہ بھی جرح و تعدیل کے دقیق فن میں ٹانگ اڑایا کرتا تھا۔

جھوٹ-17

زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا تھا: کہ امام شافعی نے سیدنا عبداللہ بن مسعود کی مرفوع روایت پر جرح کی ہے۔ (نور العینین) اور پھر شرح مؤطا زرقانی سمیت چند کتب کے حوالے دیے۔

اس پر اعتراض کرتے ہوئے ایک صاحب نے کہا: زبیر علیزئی کو چاہیے کہ وہ امام محمد بن عبد الباقی الزرقانی سے امام شافعی تک سند پیش کریں تاکہ معاملہ واضح ہو سکے۔

اس کا جواب دیتے ہوئے زبیر علی زئی نے لکھا:

روایت مذکورہ پر امام شافعی کی جرح کتاب الام 201/7 میں اشارتاً موجود ہے اور امام شافعی سے امام بیہقی تک زعفرانی کی سند سے روایت کیا ہے۔

حسن بن محمد الزعفرانی تک بیہقی کی صحیح سند السنن الکبری میں موجود ہے۔ لہذا زرقانی سے شافعی تک سند کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔(انوار الطریق ص 91)

ناظرین کرام!

یہاں پر زبیر علی زئی غیر مقلد نے ایک بہت بڑے جھوٹ اور فریب سے کام لیا ہے۔

کیونکہ زعفرانی کی سند سے امام شافعی کی جو عبارت سنن کبری بیہقی میں ہے۔ وہ ذرا ملاحظہ فرمائیں:

زعفرانی کہتے ہیں امام شافعی کا قدیم قول یہ تھا کہ حضرت علی اور ابن مسعود سے ثابت نہیں ہے یعنی یہ بات ثابت نہیں ہے جو راویوں نے ان دونوں سے نقل کیا ہے کہ بے شک وہ دونوں نماز میں اپنے ہاتھوں کو تکبیر تحریمہ کے سوا نہیں اٹھاتے تھے۔

تھوڑا آگے فرماتے ہیں اگر یہ علی اور عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھما سے ثابت مان لیا جائے تو ممکن ہے کہ وہ دونوں نماز میں رفع یدین کو بھول گئے ہوں۔

قَالَ الزَّعْفَرَانِیُّ قَالَ الشَّافِعِیُّ فِی الْقَدِیمِ: وَلاَ یَثْبُتُ عَنْ عَلِیٍّ وَابْنِ مَسْعُودٍ یَعْنِی مَا رَوَوْهُ عَنْهُمَا مِنْ أَنَّهُمَا کَانَا لاَ یَرْفَعَانِ أَیْدِیَهُمَا فِی شَیْءٍ مِنَ الصَّلاَةِ إِلاَّ فِی تَکْبِیرَةِ الاِفْتِتَاحِ۔

قَالَ الشَّافِعِیُّ رَحِمَهُ اللَّهُ: وَإِنَّمَا رَوَاهُ عَاصِمُ بْنُ کُلَیْبٍ عَنْ أَبِیهِ عَنْ عَلِیٍّ۔ فَأَخَذَ بِهِ وَتَرَکَ مَا رَوَى عَاصِمٌ عَنْ أَبِیهِ عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ: أَنَّ النَّبِیَّ -ﷺ- رَفَعَ یَدَیْهِ کَمَا رَوَى ابْنُ عُمَرَ ، وَلَوْ کَانَ هَذَا ثَابِتًا عَنْ عَلِیٍّ وَعَبْدِ اللَّهِ کَانَ یُشْبِهُ أَنْ یَکُونَ رَآهُمَا مَرَّةً أَغْفَلاَ فِیهِ رَفْعَ الْیَدَیْنِ۔

(سنن الکبری بیہقی 2535)

قارین غور کریں کہ زعفرانی امام شافعی سے نقل کر رہے ہیں کہ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود کی موقوف روایت پر جرح کی ہے جبکہ زبیر علی زئی کذاب حضرت امام شافعی کی جرح کو حضرت ابن مسعود کی مرفوع روایت پر فٹ کر رہا ہے۔

فائدہ: زعفرانی کے قول میں 'فی القدیم'' کی شرط سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود اور علی کی موقوف روایت پر جرح امام شافعی کا قدیم قول ہے یعنی بعد میں انہوں نے اپنے جرح والے قول سے رجوع کر لیا تھا۔

جھوٹ-18

زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

امام یحی بن معین نہ تو حنفی تھے نہ مقلد۔(الحدیث ش72ص21)

نامور محقق علامہ ذہبی رحمۃاللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ بے شک ابن معین غالی حنفیوں میں سے تھے۔

فَإِن ابْن معِين كَانَ من الْحَنَفِيَّة الغلاة فِي مذْهبه

(الرواۃالثقات المتکلم فیھم بمالایوجب ردھم ص30)

جھوٹ-19

زبیر علی زئی غیر مقلد نے لکھا:

عزرائیل فرشتے کانام قرآن وحدیث و صحیح آثار سلف صالحین سے ثابت نہیں

(شرح حدیث جبریل ص49حاشیہ)

اس کی تردید زبیر علی زئی کے اپنے قلم سے ملاحظہ ہو!

اشعث نامی کسی تبع تابعی سے ثابت ہے کہ انھوں نے فرمایا: ملک الموت علیہ السلام کانام عزرائیل ہے۔

(کتاب العظمۃلابی الشیخ ج۳ص۹۰۹ح۴۴۳وسندہ صحیح)

اشعث تک سند صحیح ہےاور اشعث کے بارے میں شیخ رضاءاللہ بن محمد ادریس مبارکپوری لکھتے ہیں:

وہ اشعث بن اسلم العجلی البصری الربعی ہیں۔(ایضاً مترجماً)

اشعث بن اسلم رحمہ اللہ کے بارے میں امام یحییٰ بن معین رحمہ اللہ نے فرمایا: ثقۃ (تاریخ یحییٰ بن معین، روایۃ الدوری: ۳۴۰۳،الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم ۲۶۹/۲وسندہ صحیح)

حافظ ابن حبان نے انھیں کتاب الثقات میں ذکر کیاہے۔(۶۳/۶)

معلوم ہواکہ عزرائیل کالفظ تبع تابعین کے دور سے ثابت ہے۔واللہ اعلم

(اضواءالمصابیح فی تحقیق مشکوۃالمصابیح حدیث 144کاتفقہ صفحہ 198)

(جاری ہے)

مؤمل بن اسماعیل پر جمہور کی جرح اور سنابلی کا جھوٹ

مؤمل بن اسماعیل (جو ضعیف عند الجمہور ہے) کو ثقہ عندالجمہور ثابت کرنے کے سلسلہ میں غیر مقلد عالم کفایت اللہ سنابلی صاحب کے جھوٹ کا پردہ فاش۔

قارئین کرام! کفایت اللہ سنابلی صاحب اپنی کتاب ''انوار البدر فی وضع الیدین علی الصدر''میں مؤمل بن اسماعیل کو عندالجمہور کے سلسلہ میں صفحہ: 189 (اور انوار البدر.... کے جدید تیسرے ایڈیشن ''نماز میں سینے پر ہاتھ باندھیں'' کے صفحہ: 450) پر لکھتے ہیں:

''انہیں ثقہ کہنے والوں کی تعداد ان پر جرح کرنے والوں سے کہیں زیادہ ہے۔''

نیز قدیم ایڈیشن کے صفحہ 27 اور جدید ایڈیشن کے صفحہ 56 پر لکھا ہے کہ: ''جمہور نے انہیں (مؤمل بن اسماعیل کو-ناقل) ثقہ کہا ہے۔''

اور جدید اڈیشن کے صفحہ 459 پر لکھتے ہیں کہ:

''25 اہل علم نے مؤمل بن اسماعیل کی صریح یا ضمنی توثیق کی ہے اس لیے جمہور کے نزدیک بھی یہ ثقہ ہی ہیں۔''

حالانکہ یہ سنابلی صاحب کا ایک جھوٹ ہے، اس لئے کہ حافظ ہیثمیؒ نے ''ضعفہ الجمھور'' کہہ کر اسکو واضح کر دیا ہے۔

(دیکھئے: مجمع الزوائد جلد 5۔ تحت ح 8068)

تنبیہ: سنابلی صاحب کا کہنا ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ کے نزدیک مؤمل بن اسماعیل ضعیف نہیں ہے اور ان کی یہ جرح ''ضعفہ الجمھور'' محل نظر ہے۔

چنانچہ سنابلی صاحب لکھتے ہیں:

''عرض ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ کے اس جملے کا یہ مطلب ہر گز نہیں ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ کے نزدیک بھی مؤمل ضعیف ہے، کیونکہ یہاں امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اپنے الفاظ میں مؤمل پر جرح نہیں کی اور دوسرے مقامات پر اپنے الفاظ میں امام ہیثمی رحمہ اللہ نے مؤمل کو ثقہ کہا ہے جس کی تفصیل آگے آرہی ہے۔'' (انوار البدر۔۔۔ قدیم ص 174۔ جدید ص 405)

سنابلی صاحب مزید لکھتے ہیں:

”امام ہیثمی رحمہ اللہ کا یہ کہنا بھی محل نظر ہے کہ جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے، جیسا کہ تفصیل آرہی ہے۔

(انوار البدر.... قدیم ص174۔جدید ص406)

جواب

قارئین وناظرین! اس میں سنابلی صاحب نے دو باتیں کہی ہیں۔

اول:

امام ہیثمی رحمہ اللہ کے نزدیک مؤمل بن اسماعیل ضعیف نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنے الفاظ میں مؤمل پر جرح نہیں کی ہے۔

دوم:

امام ہیثمی رحمہ اللہ نے مؤمل کو ثقہ کہا ہے۔

قارئین وناظرین! قول اول کا جواب:

یہ ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اپنے الفاظ میں مؤمل بن اسماعیل پر جرح کی ہے۔ چنانچہ لکھتے ہیں: «قلت: مؤمل بن اسماعیل ثقة كثير الخطأ» ”میں کہتا ہوں: مؤمل بن اسماعیل ثقہ ہیں زیادہ خطا کرنے والے ہیں۔

(مجمع الزوائد..... بتحقیق عبداللہ محمد درویش: ج7، ص271۔ رقم الحدیث11434)

لہٰذا سنابلی صاحب کا یہ کہنا کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ نے اپنے الفاظ میں جرح نہیں کی ہے تو یہ سنابلی صاحب کی کذب بیانی یا جہالت پر مبنی بات ہے۔

قول دوم کا جواب:

یہ ہے کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ کے نقل کردہ اقوال کو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کے نزدیک مؤمل بن اسماعیل ضعیف ہے۔

چنانچہ مؤمل بن اسماعیل کی توثیق کے متعلق مجمع الزوائد..... کے مختلف مقامات پر جو لکھتے ہیں، پیشِ خدمت ہے:

وفيه مؤمل بن إسماعيل وثقه ابن معين وغيره۔ (تحت ح6532)

وفيه مؤمل بن إسماعيل وثقه ابن معين وابن حبان۔ (تحت ح7385)

مؤمل بن إسماعيل وثقه ابن معين ۔(تحت ح8068)

مؤمل بن إسماعيل وثقه ابن حبان ۔(تحت ح8563)

مؤمل بن إسماعيل وثقه ابن معين وابن حبان۔ (تحت ح8917)

اسی مؤمل بن اسماعیل کے ضعف کے متعلق کئی مقام پر جو لکھتے ہیں، وہ یہ ہے:

وضعفه البخاري۔ (تحت ح6532)

وضعفه البخاري وغيره ۔(تحت ح7385)
وضعفه الجمهور۔ (تحت ح8068)
وضعفه جماعة۔ (تحت ح8563)
وضعفه البخاري وغيره ۔(تحت ح8917)

فائدہ

اس تفصیل سے معلوم ہوتا ہے کہ حافظ ہیثمی رحمہ اللہ نے ثقاہت کا قول ابن معینؒ اور ابن حبانؒ کا بتایا ہے اور ضعف کا قول امام بخاریؒ اور ایک جماعت کا قرار دیا بلکہ اس سے بڑھ کر یہ کہ ح 8068 کے تحت ضعف کے قول کو جمہور کا قول قرار دیا۔ ثابت ہوا کہ حافظ ہیثمیؒ کے ہاں مؤمل بن اسماعیل ضعیف عند الجمہور ہے۔ سنابلی صاحب کا اسے ''محل نظر'' کہہ کر رد کرنا مردود ہے۔

اور رہی بات امام ہیثمی رحمہ اللہ کے مؤمل بن اسماعیل کو اپنے الفاظ میں ''ثقہ'' اور ''کثیر الخطاء'' کہنے کی، تو عرض ہے کہ یہاں لفظ ''ثقہ'' سے مراد دیانت داری ہے۔ کیوں کہ اسی طرح کی توثیق و جرح جب محدث امام ابن حبان رحمہ اللہ نے سماک بن حرب پر کی تو خود سنابلی صاحب نے اس کا جواب دیتے ہوئے یہی لکھا ہے کہ: ''بعض محدثین جب تضعیف کے ساتھ ساتھ توثیق بھی کرتے ہیں ایسے مواقع پر توثیق اصطلاحی مراد نہیں ہوتی بلکہ محض دیانت داری مراد ہوتی ہے۔''

(انوار البدر.....قدیم ص 127۔ جدید ص286)

معلوم ہوا کہ امام ہیثمی رحمہ اللہ نے انہیں دیانت داری کے لحاظ سے ثقہ بتلایا ہے اور ضبط کے لحاظ سے ان پر جرح کی ہے۔ ان کے علاوہ بھی دیگر محدثینؒ نے مؤمل بن اسماعیل کے حافظے پر سخت کلام کیا ہے مگر ان کی دیانت داری کے تعلق سے نہیں۔ اس لیے امام ہیثمی رحمہ اللہ کا یہ کہنا کہ جمہور نے مؤمل بن اسماعیل کی تضعیف کی ہے؛ یہ بالکل صحیح بات ہے جمہور نے ان کی تضعیف کی ہے۔ خود کفایت اللہ سنابلی صاحب کے ذہبی عصر، شیخ النقاد، امیر المؤمنین فی الجرح والتعدیل، فقیہ اسماء الرجال **علامہ و محدث عبد الرحمٰن بن یحییٰ المعلمی کہتے ہیں:**

''امام بن معین رحمہ اللہ سے ایسے رواۃ کی توثیق منقول ہے، جنہیں اکثریت نے ضعیف قرار دیا ہے، ان میں سے: تمام بن نجیح، ودراج بن سمعان، الربیع بن حبیب الملاح، عباد بن کثیر الرملی، مسلم بن خالد الزنجی، مسلمہ بن علقمہ، موسیٰ بن یعقوب الزمعی، "مؤمل بن اسماعیل"، یحییٰ بن عبد الحمید الحمانی ہیں۔'' (التنکیل.....: جلد 1، ص258)

پھر آگے کہتے ہیں:

''ابن معین بسا اوقات کسی راوی کے بارے میں لفظ ''ثقہ'' کہتے ہیں، مگر اس سے ان کی مراد صرف اتنی ہوتی ہے کہ راوی جان بوجھ کر جھوٹ نہیں بولتا۔''(ایضاً)

اس سے معلوم ہوا کہ عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی نے بھی یہی کہا ہے کہ اکثریت یعنی جمہور نے مؤمل بن اسماعیل کی تضعیف کی ہے۔ کفایت اللہ صاحب کو چاہیے وہ ہماری نہیں تو کم از کم اپنے ذہبی عصر، شیخ النقاد، امیر المؤمنین فی الجرح والتعدیل، فقیہ اسماء الرجال علامہ و محدث عبدالرحمٰن بن یحییٰ المعلمی صاحب کی ہی مان لیں۔

لطف کی بات تو یہ ہے کہ کفایت اللہ سنابلی صاحب نے خود بھی یہ عبارت نقل کی ہے۔

دیکھیں ''یزید بن معاویہؓ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ'' کا صفحہ 692۔

لہٰذا کفایت اللہ سنابلی صاحب کا یہ کہنا کہ ''نیز امام ہیثمی رحمہ اللہ کا یہ کہنا بھی محل نظر ہے کہ جمہور نے اسے ضعیف قرار دیا ہے جس کی تفصیل آگے آ رہی ہے'' یہ محض قارئین و ناظرین کو دھوکہ میں رکھنا ہے اس لیے کہ اوپر کی تفصیل سے بات واضح ہو گئی ہے کہ جمہور نے مؤمل بن اسماعیل کی تضعیف کی ہے اور امام ہیثمی رحمہ اللہ کا کہنا اپنی جگہ پر بالکل بجا اور درست ہے۔

دوسری بات، سنابلی صاحب نے بزعم خویش توثیق کرنے والوں میں کل 25 حضرات کے اسماء گنائے ہیں، جبکہ ان پر جرح کرنے والوں میں

(1) امام احمد بن حنبلؒ ((مؤمل کان یخطئ)) [موسوعۃ اقوال الامام أحمد بن حنبل...: ج3، ص419] ''مؤمل غلطی کرتے تھے۔''

(2) امام ابوداؤدؒ ((أنہ یھم في الشيئ)) [تھذیب الکمال للمزي: ج29، ص178] ''یہ بعض چیزوں میں وہم کا شکار ہوتے تھے۔''

(3) امام دارقطنیؒ ((صدوق کثیر الخطأ)) [سوالات الحاکم للدارقطني: ص 277. رقم 492] ''سچے ہیں زیادہ غلطی کرتے ہیں۔''

(4) امام یعقوب بن سفیان الفسویؒ ((فإنہ منکر، یروي المناکیر عن ثقات شیوخنا)) [المعرفۃ والتاریخ للفسوي: ج3، ص52] ''کیوں کہ وہ منکر ہیں۔ ہمارے ثقہ مشائخ سے مناکیر بیان کرتے ہیں۔''

(5)امام عبد الباقی ابن قانعؒ(«صالح یخطئ»[تھذیب التھذیب لابن حجر: ج10، ص339]''صالح ہیں، غلطی کرتے ہیں۔'')

(6)امام ابن حبانؒ(«ربما أخطا»[الثقات لابن حبان: ج9، ص187. ط العثمانیۃ]''بسااوقات غلطی کرتے تھے۔'')
(7)امام ہیثمیؒ(«ضعفہ الجمھور»[مجمع الزوائد للھیثمي: ج5، ص63. تحت ح8068]''جمہور نے ان کی تضعیف کی ہے۔''
«وفیہ ضعف»[مجمع الزوائد للھیثمي: ج8، ص111]''اور ان میں ضعف ہے۔''
«قلت: مؤمل بن اسماعیل ثقۃ کثیر الخطأ»[مجمع الزوائد للھیثمي بتحقیق عبد اللہ محمد درویش: ج7، ص271۔ رقم الحدیث 11434]''میں کہتا ہوں: مؤمل بن اسماعیل ثقہ ہیں زیادہ خطا کرنے والے ہیں۔'')
(8)امام ابو حاتم الرازیؒ(«کثیر الخطأ یکتب حدیثہ»[الجرح والتعدیل لابن ابي حاتم: ج8، ص374]''زیادہ خطا کرنے والے ہیں، ان کی حدیث لکھی جائے گی۔'')
(9)امام ابن سعدؒ(«مؤمل بن اسماعیل ثقۃ کثیر الغلط»[الطبقات الکبری. ط دار صادر: ج5، ص501]''مؤمل بن اسماعیل ثقہ ہیں زیادہ غلطی کرنے والے ہیں۔'')
(10)امام مروزیؒ(«کان سیئ الحفظ، کثیر الغلط»[تعظیم قدر الصلاۃ: ج2، ص574۔ مکتبۃ الدار بالمدینۃ المنورۃ]''برے حافظے والے تھے، زیادہ غلطی کرنے والے تھے۔'')
(11)امام نسائیؒ(«مؤمل بن اسماعیل کثیر الخطأ»[سنن النسائي الکبری: ج6، ص26]''مؤمل بن اسماعیل زیادہ غلطی کرنے والے تھے۔'')
(12)امام زکریا بن یحیٰ ساجیؒ(«صدوق کثیر الخطأ»[تھذیب التھذیب لابن حجر: ج10، ص339]''سچے ہیں زیادہ غلطی کرنے والے ہیں۔'')
(13)امام ابن الملقنؒ(«مؤمل بن اسماعیل صدوق وقد تکلم فیہ»[البدر المنیر لابن الملقن: ج4، ص652]''مؤمل بن اسماعیل سچے ہیں اور ان کے بارے میں کلام کیا گیا ہے۔'')

(14)امام ابن عمار الشہیدؒ(«فأما المؤمل فكان قد دفن كتبه، وكان يحدث حفظا فيخطئ الكثير» [علل الأحاديث في صحيح مسلم: ص107] تھذیب الکمال: ج29، ص178] ''جہاں تک مؤمل کی بات ہے تو انہوں نے اپنی کتابیں دفن کر دی تھیں اور حافظے سے روایت کرتے تھے جس کی وجہ سے زیادہ غلطی ہو جاتی تھی۔'')

(15)امام یحییٰ بن معینؒ(«يحدث من حفظه زيادة» [سؤالات ابن الجنيد لابن معين: ص444. رقم709] ''اپنے حافظہ سے اضافہ بیان کرتے ہیں۔'')

(16)امام ذہبیؒ(«حافظ عالم يخطئ» [ميزان الاعتدال: ج4، ص228. دار المعرفة بيروت لبنان] ''حافظ و عالم ہیں غلطی کرتے ہیں۔'')

(17) علامہ ابن حجر عسقلانیؒ(«صدوق سيئ الحفظ» [تقريب التهذيب: رقم 7029] ''سچے ہیں برے حافظے والے ہیں۔'')

(18)امام ابن ترکمانیؒ(«مؤمل هذا: قيل أنه دفن كتبه فكان يحدث من حفظه فكثر خطاءه» [الجوهر النقي: ج1، ص125] ''یہ مؤمل ہیں: ان کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ان کی کتابیں دفن کر دی گئیں۔ اس لئے یہ حدیث کو اپنے حفظ سے بیان کرتے تھے جس کی وجہ سے ان کی حدیث میں غلطی زیادہ ہیں۔'')

(19) محدث قاسم بن قطلوبغاؒ(«مؤمل بن اسماعيل كثير الخطأ» [التعريف والأخبار بتخريج احاديث الإختيار: ص 405] ''مؤمل بن اسماعیل زیادہ غلطی کرنے والے ہیں۔'')

(20)امام خیر الدین زرکلیؒ(«فحدث من حفظه فوقع الخطأ» [الأعلام: ج7، ص334] ''یہ اپنے حافظہ سے حدیث بیان کرتے تھے جس کے سبب غلطی واقع ہو جاتی تھی۔'')

(21)علامہ مناویؒ(«مؤمل بن اسماعيل قال البخاري منكر الحديث» [فيض القدير: ج5، ص179. رقم6861] ''مؤمل بن اسماعیل کو امام بخاریؒ نے منکر الحدیث کہا ہے۔'')

(22) طارق بن عوض اللہؒ(«وهو ضعيف سيئ الحفظ» [الإرشادات۔۔۔: ج 1، ص 192] ''اور یہ ضعیف ہیں، برے حافظے والے ہیں۔'')

(23) شیخ عبد اللہ الدویش («مؤمل بن اسماعيل سيئ الحفظ» [تنبيه القارئ لتقوية ماضعفه الألباني: رقم 57] ''مؤمل بن اسماعیل برے حافظے والے ہیں۔'')

(24) شیخ عبداللہ الرحیلی (« أنہ سیئ الحفظ، ومقصود الأئمۃ بتوثیقہ أنہ عدل، أمافي حفظہ فھو ضعیف» [حاشیہ من تکلم فیہ وھو موثق أوصالح الحدیث: ص 513] "یہ برے حافظہ والے ہیں، اور جن لوگوں نے ان کی توثیق کی ہے وہ عدالت کے لحاظ سے ہے، اور حفظ کے لحاظ سے یہ ضعیف ہیں۔")

(25) محقق و محدث شعیب الارنؤوط (« إسنادہ ضعیف مؤمل بن اسماعیل سیئ الحفظ» [صحیح ابن حبان بترتیب بلبان: ج3. مؤسسۃ الرسالۃ] "اس کی اسناد ضعیف ہے۔ مؤمل بن اسماعیل برے حافظے والے ہیں۔")

(26) شیخ ابو اسحاق حوینی الاثری (« مؤمل بن اسماعیل فیہ لین» [فوائد أبي عمر السمرقندي: ص56، حاشیہ رقم 17] "ان میں کمزوری ہے۔"

« کان سیئ الحفظ» [فوائد أبي عمر السمرقندي: ص131، حاشیہ تحت الرقم 43] برے حافظے والے تھے۔

« ومؤمل ففي حفظہ ضعف» [المنیحۃ بسلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ: ص249] "اور مؤمل کہ ان کے حافظہ میں کمزوری ہے۔")

(27) علامہ شیخ البانی غیر مقلد (« والمؤمل ھذا ضعیف لسوء حفظہ» [سلسلۃ الأحادیث الضعیفۃ والموضوعۃ: ج3، ص227] "اور یہ مؤمل ضعیف ہیں اپنے برے حافظہ کی وجہ سے۔"

« إسنادہ ضعیف لأن مؤملا وھو بن اسماعیل سیئ الحفظ» [صحیح ابن خزیمہ: رقم 479، 1136، 1393، 1950. حاشیہ] "اس کی اسناد ضعیف ہے مؤمل کی وجہ سے اور وہ ابن اسماعیل ہیں برے حافظہ والے۔")

(28) علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد (« قلت سلمنا أن مؤمل بن اسماعیل ضعیف» [ابکار المنن في تنقید آثار السنن: ص359] "ہم تسلیم کرتے ہیں مؤمل بن اسماعیل ضعیف ہیں۔")

(29) علامہ ثناء اللہ زاہدی غیر مقلد (« فیہ مقال» [توجیہ القاري. رقم 730. ص262] "ان میں کلام ہے۔")

(30) شیخ عبدالمنان نورپوری غیر مقلد ("یہ حدیث مؤمل بن اسماعیل کی وجہ سے ضعیف معلوم ہوتی ہے۔"...."نہ ہی اس (مؤمل بن اسماعیل۔ ناقل) کے علاوہ کوئی ضعیف راوی ہے۔" [نماز میں ہاتھ اٹھانے اور باندھنے کی کیفیت بحوالہ مکالمات نورپوری ص528، 529])

یہ کل 30 حضرات ہیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی حضرات ہیں جن سے مؤمل بن اسماعیل پر جرح منقول ہے۔ مثلاً:

(1) غیر مقلد عالم و محدث مختار احمد ندوی (« مؤمل بن اسماعیل ھو البصري صدوق سیئ الحفظ» [الجامع لشعب الایمان: ج12، ص44] "مؤمل بن اسماعیل یہ بصری ہیں سچے ہیں برے حافظہ والے ہیں۔")،

(2) غیر مقلد عالم و محقق شیخ ابو عبدالسلام عبد الرؤف بن عبد الحنان اشرف سندھو (''یہ سند ضعیف ہے کیونکہ مؤمل بن اسماعیل سیئ الحفظ ہے۔''[القبول المقبول فی شرح و تعلیق صلوۃ الرسول: ص340])،

(3) غیر مقلد عالم شیخ رضاء اللہ بن ادریس مبارکپوری («مؤمل بن اسماعیل صدوق سیئ الحفظ»

[کتاب العظمة. ت رضاء اللہ: ص846. حاشیہ2]''مؤمل بن اسماعیل سچے ہیں برے حافظے والے ہیں۔'')،

(4) کفایت اللہ سنابلی صاحب کے ذہبی عصر، شیخ النقاد اور امیر المؤمنین فی الجرح والتعدیل، فقیہ اسماء الرجال، علامہ محدث عبد الرحمٰن بن یحییٰ الیمانی المعلمی («فقد یکون الرجل ضعیفاً في الروایة لکنه صالح في دینه کأبان بن أبي عیاش، أو غیور علی السنة کمؤمل بن اسماعیل»[التنکیل......: ج1، ص244]''کبھی آدمی روایت میں ضعیف ہوتا ہے لیکن اپنے دین میں نیک ہوتا ہے جیسے ابان بن ابی عیاش اور سنت پر غیرت مند ہوتا ہے جیسے مؤمل بن اسماعیل۔'')،

(5) غیر مقلد عالم محمد عزیر شمس

(«مؤمل بن اسماعیل سیئ الحفظ»[آثار الشیخ العلامة عبد الرحمن بن یحی المعلمي: ج2، ص213]''مؤمل بن اسماعیل برے حافظے والے ہیں۔'')

(6) غیر مقلد عالم شیخ ابو تراب رشد اللہ شاہ راشدی سندھی («مؤمل... صدوق سیئ الحفظ»[کشف الاستار: ص106] ''مؤمل سچے ہیں برے حافظے والے ہیں۔'')

(7) جامعہ سلفیہ بنارس کے استاد غیر مقلد عالم شیخ نصر اللہ مدنی («لأن في سندها مؤمل بن اسماعیل وهو صدوق سیئ الحفظ» [جائزة الأحوذي في التعلیقات علی سنن الترمذي: ج3، ص357]''اس لئے کہ اس کی سند میں مؤمل بن اسماعیل ہیں اور وہ سچے ہیں برے حافظے والے ہیں۔'')

(8) غیر مقلد عالم شیخ زکریا غلام قادر پاکستانی («مؤمل بن اسماعیل ضعیف»[تنقیح الکلام: ص217]''مؤمل بن اسماعیل ضعیف ہیں۔'')

(9) غیر مقلد عالم شیخ وصی اللہ عباس («مؤمل بن اسماعیل فهو صدوق سیئ الحفظ»[کتاب العلل و معرفة الرجال: ج1، ص270]''مؤمل بن اسماعیل تو وہ سچے ہیں برے حافظے والے ہیں۔'')

(10) غیر مقلد عالم شیخ ضیاء الرحمن اعظمی («مؤمل بن اسماعیل صدوق سیئ الحفظ»[المدخل الی السنن الکبریٰ: ج1، ص84 کا حاشیہ]''مؤمل بن اسماعیل سچے ہیں برے حافظے والے ہیں۔'') وغیرہ غیر مقلد علماء سمیت محدث و محقق عبدالقادر

ارناؤوط («مؤمل بن اسماعيل البصري ابو عبد الرحمن، وهو سيئ الحفظ» [جامع الاصول فی احادیث الرسول: ج2، ص743]
''مؤمل بن اسماعیل بصری ابو عبدالرحمٰن ہیں اور یہ برے حافظے والے ہیں۔'')
شیخ محمد صالح المنجد
(سوال نمبر245752)اور کئی سلفی و عرب علماء اور امام بخاریؒ وغیرہ بھی ہیں۔
لیکن ہم نے یہاں انہیں جارحین کے اسماء پیش کیے ہیں جن کا جرح کرنا کفایت اللہ سنابلی صاحب کو تسلیم ہے۔ البتہ کفایت اللہ سنابلی صاحب نے انوار البدر..... کے جدید اڈیشن کے صفحہ 455 پر (ہماری طرف سے شروع میں پیش کی گئی تیس جارحین والی فہرست میں) 18تا30 کے جارحین کی جرح کو یہ کہہ کر ماننے سے انکار کیا ہے کہ ان میں کوئی بھی ناقد امام نہیں ہے اور یہ عصر حاضر کے علماء ہیں۔
نوٹ: قارئین و ناظرین! جواب سے قبل یہ واضح رہے کہ اوپر میں پیش کی گئی جارحین کی 30 کی تعداد والی فہرست میں آخر کے چار سنابلی صاحب کے ہی جماعت کے اکابر علماء و محدث ہیں۔

جواب

سنابلی صاحب! پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ سے کس نے کہہ دیا کہ وہ ناقد امام نہیں ہیں؟
دوسری بات، اگر مان لیا جائے کہ وہ ناقد امام نہیں ہیں تو پھر انہوں نے مؤمل بن اسماعیل پر جرح کس حیثیت سے کر دی ہے؟
تیسری بات، آپ کہتے ہیں کہ ان میں بیشتر تو عصر حاضر کے علماء ہیں اس لیے یہ سارے حوالے غیر معتبر ہیں، تو محترم آپ نے اپنی اسی کتاب و دیگر کتب میں عصر حاضر کے علماء کی اندھی تقلید کیوں کی ہے؟
بلکہ آپ نے تو حدیث کو موضوع ثابت کرنے کے لئے ائمہ متقدمین و متأخرین سمیت عصر حاضر کے علماء کا بھی سہارا لیا ہے۔
(دیکھیں: یزید بن معاویہؓ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ: ص91، 199، 59۔
نیز آپ نے روایت کو ضعیف و مردود ثابت کرنے کے لئے بھی عصر حاضر کے علماء کا سہارا لیا ہے۔ دیکھیں۔ یزید بن معاویہؓ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ: ص252، 253، 258، 259، 260)
سنابلی صاحب! آپ مجھے بتائیں کہ آپ نے ائمہ متأخرین مثلاً امام عینیؒ (دیکھیں: انوار البدر..... قدیم ص112۔ جدید ص312 وغیرہ)، علامہ ابن حجر ہیتمیؒ (انوار البدر....... جدید ص313، 562)، امام زرقانی (انوار البدر..... قدیم ص267۔ جدید ص562 وغیرہ)، امام سیوطی شافعیؒ (انوار البدر..... قدیم ص273۔ جدید ص184، 584 وغیرہ)،

امام ابن ہمام حنفیؒ(انوارالبدر...... جدید ص585وغیرہ)، علامہ زیلعی حنفیؒ(انوارالبدر.... قدیم ص107، 274۔ جدید ص586وغیرہ)، علامہ مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادیؒ(انوارالبدر..... جدید ص306)، شمس الدین محمد بن محمد بن محمد بن امیر الحاجؒ (انوار البدر..... جدید 313 وغیرہ) اور امام ابن نجیم مصریؒ (انوار البدر..... قدیم ص 145، جدید ص313 وغیرہ)اور عصر حاضر کے علماء مثلاً شیخ محمد حیات سندھیؒ(انوارالبدر.... قدیم ص328، 329، 350، 354۔ جدید 667، 692، 697 وغیرہ)، علامہ عبدالحیٔ لکھنویؒ(انوارالبدر...... قدیم ص146، 172، 173، 273۔ جدید ص314، 584وغیرہ)، علامہ انور شاہ کاشمیریؒ(انوارالبدر..... قدیم ص112، 329، 355۔ جدید ص265، 667، 698وغیرہ)، علامہ نیموی حنفیؒ(انوارالبدر..... قدیم ص59، 272۔ جدید ص582وغیرہ)، علامہ ظفر احمد تھانویؒ(انوار البدر..... قدیم ص87، 274۔ جدید ص229، 585 وغیرہ)، علامہ عبد الرحمٰن بن یحییٰ معلمیؒ(انوار البدر..... قدیم ص23، 25، 189، 273۔ جدید ص49، 50، 448، 584، 684..... یزید بن معاویہؓ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ: ص 635وغیرہ)، علامہ عبد الرحمٰن مبارکپوریؒ(انوار البدر..... قدیم ص118، 119. جدید ص275 وغیرہ) علامہ البانیؒ (انوارالبدر.... قدیم ص56، 59، 160، 194، 278۔ جدید ص172، 176، 317، 383، 603. یزید بن معاویہؓ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ: ص 252، 253، 258، 259، 363، 635، 713 وغیرہ)، شیخ ارشاد الحق اثری (انوار البدر..... قدیم ص352، 361، 366. جدید ص705، 711، 694، 705، 711وغیرہ) شیخ عبدالحق بن سیف الدین دہلویؒ(انوار البدر..... قدیم ص145. جدید ص223، 313) علامہ رشداللہ شاہ راشدی (قدیم ص70، 71۔ جدید 198، ص233) علامہ بدیع الدین شاہ راشدی (انوارالبدر۔۔ قدیم 65، 66۔ جدید 185، 186 وغیرہ) غیر مقلد عالم ابوالاشبال شاغف (انوار البدر.... جدید ص 408تا 413)اور مولانا امیر علی (انوار البدر.... جدید ص448) وغیرہ جیسے لوگوں کی باتیں بطور حجت کیوں پیش کی ہیں؟

کیاآپ کے اپنے مطلب پڑنے پر یہ سب متقدمین ناقد امام میں سے ہو جاتے ہیں اور دوسروں کے تعلق سے ائمہ متأخرین (مثلاً علامہ ابن ترکمانی، علامہ قاسم بن قطلوبغا اور علامہ مناوی وغیرہ) بھی ناقد امام نہ ہو کر عصر حاضر کے علماء ہو جاتے ہیں؟

اور اگر یہ عصر حاضر کے علماء ہی رہتے ہیں اور ناقد امام نہیں ہوتے ہیں تو پھر کیا آپ کا فریق ثانی کے رد کے لئے ان کا استعمال کرنا یہ آپ کی نفس پرستی اور دوغلی پالیسی نہیں ہے؟؟

چوتھی بات، سنابلی صاحب! میں کہتا ہوں کہ آپ بھی کوئی متقدم ناقد امام نہیں ہیں جو آپ کی ہر بات بسر و چشم قبول کر لی جائے بلکہ آپ بھی عصر حاضر کے ایک عالم ہی ہیں لہٰذا آپ کے اصول سے آپ کی یہ بات بھی لائق اعتبار نہیں بلکہ مسترد ہے۔

پانچویں اور آخری بات: سنابلی صاحب! آپ کی عصر حاضر کے علماء والی بات اس لئے بھی لائق التفات ودرست نہیں ہے کہ آپ کے ہی جماعت کے محدث سندھ شیخ الاسلام محب اللہ شاہ راشدی صاحب
(جن کا استعمال آپ نے اپنی اسی کتاب انوار البدر..... میں کیا ہے۔ دیکھیں: قدیم ص 89، 115، 146۔ جدید ص 232، 268، 332، 341، 342، 355، 361 وغیرہ) زبیر علی زئی صاحب کو جواب میں فرماتے ہیں:
''لیکن میرے محترم یہ کوئی کلیہ تو نہیں کہ متقدم جو بھی کہے وہ صحیح ہوتا ہے اور جو ان سے متاخر کہے وہ صحیح نہیں ہوتا۔''
(مقالات راشدیہ: ج 1، ص 332)

نیز فرماتے ہیں:

''کسی کا زمانے کے لحاظ سے متقدم ہونا یہ کوئی دلیل نہیں کہ جو ان سے زمناً متاخر ہو اس کی بات صحیح نہیں۔ اعتبار تو دلائل کو ہے نہ کہ شخصیات کو۔'' (ایضا: ص 333)

لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ کی یہ عصر حاضر کے علماء والی بات آپ کے محدث سندھ سے ہی رد ہے۔

قارئین وناظرین! میں یہاں رک کر انصاف پسند غیر مقلدین کو مخاطب کر کے کہنا چاہوں گا کہ آپ اس بات پر غور کریں کہ یہ وہی سنابلی صاحب ہیں جو اپنے مطلب پڑنے پر عصر حاضر علماء کی باتوں سے استشہاد کرنے میں وہ کبھی نہیں تھکتے؛ بلکہ وہ کبھی شیخ البانی کی تقلید کرتے ہوئے اپنے مقصد کی تبلیغ کرتے ہیں، تو کبھی علامہ عبدالرحمٰن مبارکپوری صاحب وغیرہ کے اقوال سے استدلال کرتے ہوئے دیگر علماء کی باتوں کو ناقابل اعتماد قرار دیتے ہیں، تو سوال یہ ہے ان مقتداؤں کی جرح سے اعراض کر کے کفایت اللہ سنابلی صاحب ''عصر حاضر کے علماء'' کہہ کر کیسے انکار کر رہے ہیں؟

حیرت وتعجب تو اس بات پر ہے کہ ان اشخاص کے مقابل کفایت اللہ سنابلی صاحب کا ان میں سے کسی سے بھی تقابل ممکن نہیں، پھر وہ کیا اسباب ووجوہات ہیں کہ جن کی بنیاد پر اس سلسلہ میں اپنے علماء کی مؤمل پر جرح کو ٹھکرایا جارہا ہے؟ جبکہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پیش کردہ اوپر تمام ہی افراد سنابلی صاحب سے کہیں زیادہ علم والے ہیں اور انہوں نے مؤمل بن اسماعیل پر جرح کر رکھی ہے۔

نوٹ

یادرہے کہ البانی صاحب وہ شخصیت ہیں جنہیں کفایت اللہ سنابلی صاحب نے اپنی کتاب انوار البدر۔۔۔(قدیم وجدید) میں جگہ جگہ ''علامہ'' کے لقب کے ساتھ ''شیخ''اور ''عظیم محدث'' سے یاد کیاہے۔(دیکھیں: قدیم ص 343۔ جدید ص 684، 317، 343)اور اپنی دوسری کتاب یزید بن معاویہؓ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ میں ''علامہ'' کے لقب کے ساتھ ''شیخ''و ''محدث''''عظیم محدث''اور ''محدث عصر'' کے لقب سے بھی یاد کیاہے اوران کی بات کو بطورِ حجت پیش کیاہے۔دیکھیں: (یزید بن معاویہؓ پر الزامات کا تحقیقی جائزہ۔۔۔ص 85،363،635،713۔وغیرہ)

لیکن یہاں اپنے مطلب کے خلاف پاکر اپنے شیخ وعظیم محدث عصر علامہ البانی صاحب کی جرح کو عصر حاضر کا عالم کہہ کر رد کر دیاہے۔

اللہ تعالیٰ نفس پرستی اور جھوٹ سے حفاظت فرمائے۔آمین

اللہ ہمارے قریب ہے

حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غزوہ خیبر کے لیے تشریف لے گئے۔اور لوگ جب کسی وادی میں اترتے تو باآوازِ بلند اللہ اکبر اللہ اکبر اور لاالہ الا اللہ کہتے۔

اللہ کے رسول صلی اللہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اپنی جانوں پر نرمی کرو۔

بے شک تم کسی سننے سے محروم اور غائب کو نہیں پکار رہے۔ بلکہ تم سمیع اور قریب کو پکار رہے ہو۔اور وہ تمہارے ساتھ ہے

عربی عبارت یہ ہے!

عن ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ قال لماغزارسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم خیبراوقال لماتوجہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشرف الناس علی واد فرفعوااصواتھم بالتکبیراللہ اکبراللہ اکبر ،لاالہ الااللہ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اربعواعلی انفسکم انکم لاتدعون اصم ولاغائباانکم تدعون سمیعاقریباوھومعکم ۔

{{ صحیح البخاری 5 حدیث نمبر 4205}}

سلسلہ سوالات وجوابات

سوال: مولانا صاحب میں نے ایک رافضی ذاکر کی گفتگو سنی۔ وہ کہہ رہا تھا کہ "انبیاء کی وراثت نہیں ہوتی" حدیث کے راوی صرف حضرت ابو بکر ہیں۔ لہذا یہ حدیث مشکوک ہے اگر یہ حدیث صحیح ہوتی تو اس کو اور بھی بہت سے لوگ روایت کرتے۔ آپ سے پوچھنا یہ تھا کہ واقعی اس حدیث کے راوی صرف حضرت ابو بکر ہیں؟ یا اور دیگر صحابہ نے بھی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔ (عبد الصمد۔ کراچی)

جواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! رافضی ذاکر کا اعتراض غلط ہے۔

"انبیاء کی مالی میراث نہیں ہوتی"

اس حدیث کو سیدنا ابو بکر رضی اللہ تعالی عنہ کے علاوہ بے شمار صحابہ کرام نے روایت کیا ہے۔

ذیل میں مختصر وضاحت ملاحظہ فرمائیے:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ بُكَيْرٍ ، حَدَّثَنَا اللَّيْثُ ، عَنْ عُقَيْلٍ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، قَالَ: أَخْبَرَنِي مَالِكُ بْنُ أَوْسِ بْنِ الْحَدَثَانِ ، وَكَانَ مُحَمَّدُ بْنُ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ ذَكَرَ لِي مِنْ حَدِيثِهِ ذَلِكَ، فَانْطَلَقْتُ حَتَّى دَخَلْتُ عَلَيْهِ فَسَأَلْتُهُ، فَقَالَ: انْطَلَقْتُ حَتَّى أَدْخُلَ عَلَى عُمَرَ ، فَأَتَاهُ حَاجِبُهُ يَرْفَأُ، فَقَالَ: هَلْ لَكَ فِي عُثْمَانَ ، وَعَبْدِ الرَّحْمَنِ ، وَالزُّبَيْرِ ، وَسَعْدٍ ؟
قَالَ: نَعَمْ، فَأَذِنَ لَهُمْ، ثُمّ قَالَ: هَلْ لَكَ فِي عَلِيٍّ ، وَعَبَّاسٍ ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ عَبَّاسٌ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ: اقْضِ بَيْنِي وَبَيْنَ هَذَا، قَالَ: أَنْشُدُكُمْ بِاللَّهِ الَّذِي بِإِذْنِهِ تَقُومُ السَّمَاءُ وَالْأَرْضُ، هَلْ تَعْلَمُونَ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ لا نُورَثُ مَا تَرَكْنَا صَدَقَةٌ. يُرِيدُ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَفْسَهُ، فَقَالَ الرَّهْطُ: قَدْ قَالَ ذَلِكَ، فَأَقْبَلَ عَلَى عَلِيٍّ، وَعَبَّاسٍ، فَقَالَ: هَلْ تَعْلَمَانِ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ ذَلِكَ ؟ قَالَا: قَدْ قَالَ ذَلِكَ۔

ترجمہ:

ہم سے یحییٰ بن بکیر نے بیان کیا، کہا ہم سے لیث بن سعد نے بیان کیا، ان سے عقیل نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا کہ مجھے مالک بن اوس بن حدثان نے خبر دی کہ محمد بن جبیر بن مطعم نے مجھ سے مالک بن اوس کی اس حدیث کا ایک حصہ ذکر کیا تھا۔ پھر میں خود مالک بن اوس کے پاس گیا اور ان سے یہ حدیث پوچھی تو انہوں نے بیان کیا کہ میں عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوا پھر ان کے حاجب یرفاء نے جا کر ان سے کہا کہ حضرت عثمان، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف حضرت زبیر اور سعد رضوان اللہ علیہم اجمعین آپ کے پاس آنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اچھا آنے دو۔ چنانچہ انہیں اندر آنے کی اجازت دے دی۔ پھر کہا،

کیا آپ علی و عباس رضی اللہ عنہما کو بھی آنے کی اجازت دیں گے ؟ کہا کہ ہاں آنے دو۔ چناچہ عباسؓ نے کہا کہ امیر المؤمنین میرے اور علیؓ کے درمیان فیصلہ کر دیجئیے۔

عمرؓ نے کہا میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں جس کے حکم سے آسمان و زمین قائم ہیں کیا تمہیں معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہماری وراثت تقسیم نہیں ہوتی جو کچھ ہم چھوڑیں وہ سب (راہ خدا میں) صدقہ ہے ؟ اس سے مراد نبی کریم ﷺ کی خود اپنی ہی ذات تھی۔ جملہ حاضرین بولے کہ جی ہاں، نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا۔ پھر عمر، علی اور عباسؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا، کیا تمہیں معلوم ہے کہ نبی کریم ﷺ نے یہ فرمایا تھا؟ انہوں نے بھی تصدیق کی کہ نبی کریم ﷺ نے یہ ارشاد فرمایا تھا........الخ

(صحیح بخاری حدیث 6728)

اس روایت میں حضرت عمر، حضرت علی، حضرت عباس، حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت سعد بن ابی وقاص، حضرت زبیر بن عوام رضوان اللہ علیہم اجمعین یعنی حضرت ابو بکر کے علاوہ سات صحابہ کرام کی گواہی موجود ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہم انبیاء کی مالی میراث جاری نہیں ہوتی بلکہ ہم جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ بھی صحابہ کرام کی ایک تعداد ہے جو اس حدیث کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔

اکابرین غیر مقلدین کے نظریات اور غیر مقلدین کا دوغلا پن

غیر مقلد عالم مولانا ذوالفقار بھوپالی صاحب کا تعارف

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کا شمار اہل حدیث کے بڑے اکابرین میں ہوتا ہے انہوں نے اہل حدیث علماء کے تعارف یا خدمات پر کئی کتابیں لکھی ہیں ان کی ایک کتاب کا نام ہے۔

بر صغیر کے اہل حدیث خدام قران یعنی اس کتاب میں ان اہل حدیث علماء کا تعارف کرایا گیا ہے جنہوں نے قرآن کے سلسلے میں کچھ نہ کچھ خدمات ادا کیں انہی اہل حدیث علماء میں سے سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی صاحب کا نام ہے۔

(جو کہ اہل حدیث علماء میں مجدد شمار کیے جانے والے نواب صدیق حسن خان بھوپالی کے خاص شاگرد تھے یہاں تک کہ نواب صدیق حسن خان بھوپالی صاحب کا ان پر اتنا زیادہ اعتماد تھا کہ "ترجمان القرآن" جو اردو زبان میں قران کی تفسیر ہے نواب صاحب لکھ رہے تھے مکمل نہیں کر پائے اس کی تکمیل کے لیے اپنے شاگرد خاص سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی صاحب کو منتخب کیا)۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب اپنی کتاب بر صغیر کے اہل حدیث خدام قرآن میں سید ذوالفقار احمد نقوی صاحب بھوپالی کے بارے میں جو مختصر تعارف کرایا ہے پیج نمبر 173 سے 174 تک موجود ہے۔

نقوی صاحب کے بارے میں بھٹی صاحب صفحہ نمبر 174 پر لکھتے ہیں:

سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی صاحب اپنے عہد کے ممتاز عالم دین تھے۔

تعارف کا مقصد

میں نے جوان کا تعارف کرایا ہے اس کا خاص مقصد یہ ہے کہ غیر مقلدین عموماً فضائل اعمال کے واقعات جس میں مرنے کے بعد کلام کرنا جو بطور خرق عادت کے پیش آیا یا مرنے کے بعد ہنسنے کا واقعہ ہو اس طرح کے واقعات کو شرک اور کفر بنا کر اپنی عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اسی طرح حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی اعتراض کرتے ہیں کہ ان کے نانا شہادت کے بعد مٹھائی لے کر آئے میں نے سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی صاحب کا آپ کے سامنے جو تعارف پیش کیا ہے اس کا مقصد یہ ہے کہ بعض غیر

مقلدین جو اس طرح کے خرق عادت واقعات پر اعتراض کرتے ہیں اسی طرح کے واقعات خود غیر مقلدین کے اکابرین اور غیر مقلدین کے علماء نے بھی پیش کیے ہیں۔

غیر مقلدین کا دوہرا معیار

چاہیے تو یہ تھا کہ غیر مقلدین پہلے اپنے اکابرین پر اعتراض کرتے اس کے بعد ہمارے علماء یا ہمارے اکابرین پر اعتراض کرتے۔ لیکن چونکہ غیر مقلدین کی بنیاد فقط بغض علماء دیوبند پر ہے اس لیے غیر مقلدین علماء دیوبند کی عبارات پر اعتراضات کرتے رہتے ہیں اور اپنے علماء کی عبارات سے کبوتر کی طرح آنکھیں بند رکھتے ہیں۔ اہل حدیث عالم سید ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی (جن کا مختصر تعارف پیچھے گزرا) نے ایک کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے "طی الفراسخ الی منازل البرازخ "
اس میں اس سے بھی بڑھ کر یعنی مرنے کے بعد کلام کرنا، مرنے کے بعد ہنسنا، شہید کا گھر میں آنا یا شہادت کے بعد واپس آکر کسی نہ کسی عمل میں شریک ہونا اسی طرح کے بہت سے واقعات پیش کیے ہیں۔
ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کے سامنے اس کتاب سے کچھ واقعات پیش کریں تاکہ آپ کو سمجھ آئے کہ غیر مقلدین ہمیشہ ہمارے اکابرین کے ساتھ دوغلا پن کرتے ہیں۔

واقعہ نمبر-1

مولانا ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی صاحب طی الفراسخ کے صفحہ نمبر 399 پر باب باندھتے ہوئے لکھتے ہیں:
حاضر ہونا شہداء کا اپنے بھائی کے نکاح میں واقعہ تو بہت تفصیلی ہے میں مختصر اخلاصے کے طور پر اس واقعے کو پیش کر دیتا ہوں۔
تین بھائی ملک شام کے رہنے والے تھے وہ باقاعدہ جہاد کرتے تھے ایک مرتبہ ایک رومی بادشاہ نے ان کو قید کر دیا اور ان پر بہت زیادہ جبر کیا کہ اپنا مذہب تبدیل کر کے عیسائیت قبول کریں- یہاں تک کہ ان کو جلتی ہوئی دیگ میں ڈال دیا گیا دونوں بھائی شہید ہو گئے رومی میں سے ایک شخص نے کہا یہ عرب کے لوگ عورتوں کے دلدادہ ہوتے ہیں میں اپنی بیٹی جو بہت خوبصورت ہے اس کے ساتھ لگا دیتا ہوں وہ اس کو اپنے مذہب سے پھیر دے گی لیکن جب ان کو ایک ساتھ قید کیا گیا تو مسلمان رات بھر عبادت کرتا دن میں روزہ رکھتا یہ سب دیکھ کر لڑکی نے اسلام قبول کر لیا اور وہاں قید سے دونوں بھاگ نکلے اور ارادہ کر لیا کہ دونوں نکاح کر لیں گے جب راستے میں جا رہے تھے تو ان کے دونوں بھائی جو شہید ہو گئے تھے وہ باقاعدہ ان کے نکاح میں شریک ہونے کے لیے آئے۔
واقعہ کے آخر میں لکھتے ہیں:

”ایک رات دونوں جارہے تھے یعنی جب بھاگ رہے تھے کہ آواز گھوڑوں کی سنی ناگاہ وہ اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ تھا اور ان کے ہمراہ فرشتے اللہ کے بھیجے ہوئے تھے اس نے اپنے بھائیوں کو سلام کیا اور ان کا حال پوچھا“۔

کہا کہ نہیں تھا مگر وہی غوطہ جو تو نے دیکھا تھا یعنی جب غوطہ دیا گیا تھا وہی تو نے دیکھا تھا یہاں تک کہ ہم فردوس میں جا نکلے یعنی جنت میں اللہ نے ہم کو تیری طرف بھیجا ہے یعنی وہ شہید کہہ رہے ہیں کہ ہمیں تیری طرف بھیجا گیا ہے تاکہ ہم تیرے نکاح میں اس عورت کے ساتھ حاضر ہوں پھر انہوں نے اس کا نکاح اس عورت سے کر دیا اور لوٹ گئے۔

دعوت غور و فکر

اب خود دیکھیے کہ شہید ہو گئے ہیں لیکن اپنے بھائی کے نکاح میں باقاعدہ شریک ہونے کے لیے آئے ہوئے ہیں ہمیں تو اس واقعہ پر کوئی اعتراض نہیں کیونکہ خرق عادت کے طور پر اللہ تعالی کبھی کبھی اس طرح کے واقعات دیکھا دیتا ہے ہمیں تو مطالبہ غیر مقلدین سے ہے کہ بھئی آپ کے علماء اس طرح کے واقعات لکھتے ہیں نہ کبھی آپ نے ان پر کفر شرک کے فتوے لگائے اور نہ ہی ان کو اپنے مذہب سے نکالا۔ مطلب کچھ تو پردہ دری ہے۔

دوسرا واقعہ

دوسرا واقعہ آپ کے سامنے پیش خدمت ہے مولانا ذوالفقار احمد نقوی بھوپالی صاحب لکھتے ہیں:

کہ میرے استاد مولانا عبدالقیوم صاحب نے خود یہ واقعہ مجھ سے بیان کیا ایک شخص جس کا نام توکل تھا ایک بڑھیا کا بیٹا تھا شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شہید ہو گیا تھا اس کی ماں بہت روتی تھی اور بڑی غمزدہ رہتی تھی ایک مرتبہ چکی پیس رہی تھی کہ گھر میں ایک نور معلوم ہوا اور پورا گھر روشن ہو گیا دیکھا ایک شخص نیزہ لیے گھوڑے پر سوار ہے پوچھنے پر اس نے بتایا کہ میں تیرا بیٹا توکل ہوں میں مولوی صاحب کے ساتھ شہید ہو گیا تھا یعنی شاہ اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ شہید ہو گیا تھا میں نہایت عیش و آرام میں ہوں مجھے کسی طرح کی تکلیف نہیں ہے ہاں جب تو روتی ہے تو مجھے تکلیف ہوتی ہے سو تو رویا نہ کر پھر وہ واپس چلا گیا۔

اب لگایئے فتویٰ ذرا

اب دیکھیں اس واقعہ میں شہید گھر میں آرہا ہے اور ماں کو تسلی دے رہا ہے غیر مقلدین کیا اپنے اکابر پر فتویٰ نہیں داغیں گے۔ اس طرح کے بہت سے واقعات ہیں جن سے غیر مقلدین کی کتابیں بھری پڑی ہیں۔

تیسرا واقعہ غیر مقلدین کے ایک بہت بڑے عالم گزرے ہیں حافظ زبیر علی زئی صاحب انہوں نے علامہ بیہقی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''اثبات عذاب قبر'' اس کا اردو میں ترجمہ تخریج و تحقیق اپنے رسالہ الحدیث شمارہ میں پیش کر رکھی۔
"الحدیث" شمارہ نمبر 126 صفحہ نمبر 120 پر حافظ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں ہے''۔
ابن عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے ایک دفعہ میں غزوہ ابوا سے واپس لوٹ رہا تھا کہ میں کچھ قبروں کے پاس سے گزرا ایک آدمی اچانک قبر سے نکل کر میری طرف آیا اسے آگ لگی ہوئی تھی اور اس کی گردن میں ایک زنجیر تھی جسے وہ گھسیٹ رہا تھا اور کہہ رہا تھا اے عبداللہ یعنی اللہ کے بندے مجھے پانی پلاؤ اللہ تجھے پانی پلائے اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں کی اس نے مجھے پہچان کر عبداللہ کہا یا ویسے ہی کہہ دیا جیسے ایک آدمی دوسرے آدمی کو اے اللہ کے بندے کہہ کر پکارتا ہے اس شخص کے پیچھے کالا شخص نکلا جس کے ہاتھ میں کانٹوں والی ٹہنی تھی اور وہ کہہ رہا تھا اے عبداللہ اسے پانی نہ پلانا کیونکہ یہ کافر ہے پھر اس کالے شخص نے اسے پکڑ لیا اس کی زنجیر لے کر اس ٹہنی سے اسے مارتا ہوا دوبارہ قبر میں لے گیا میں ان دونوں کی طرف دیکھ رہا تھا حتی کہ وہ قبر میں غائب ہو گئے یہ قصہ ایک دوسری سند سے بھی مروی ہے اور صحیح آثار کافی ہیں۔
حاشیے میں شیخ زبیر علی زئی صاحب لکھتے ہیں نمبر 232 پر اسنادہ حسن اس کی سند حسن درجے کی ہے کتاب الروح میں جو کہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ہے اس میں اس کے شواہد ہیں۔

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جنت میں ایک ایسا بازار ہے کہ جس میں جنتی لوگ ہر جمعہ کو آیا کریں گے پھر شمالی ہوا چلائی جائے گی جو کہ وہاں کا گرد و غبار (جو کہ مشک و زعفران کی صورت میں ہو گا) جنتیوں کے چہروں اور ان کے کپڑوں پر اڑا کر ڈال دے گی جس سے جنتیوں کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو جائے گا پھر جب وہ اپنے گھر والوں کی طرف لوٹیں گے اس حال میں کہ ان کے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو چکا ہو گا تو وہ کہیں گے کہ ہمارے بعد تو تمہارے حسن و جمال میں اور اضافہ ہو گیا ہے وہ کہیں گے اللہ کی قسم ہمارے بعد تمہارے حسن و جمال میں بھی تو اور اضافہ ہو گیا ہے۔

(صحیح مسلم حدیث 7146)

سیدنا ابن مسعودؓ کی روایت پر لاجواب، عمدہ بحث

حسن الیدین فی ترک رفع الیدین

(ترک رفع الیدین کے دلائل پر اس طرح کی انوکھی عمدہ مدلل لاجواب تحقیق شاید ہی آپ نے پہلے پڑھی ہو)

نماز اسلام کی اہم ترین عبادت ہے جو کہ اللہ جل شانہ کے قرب اور دارین کی فلاح کا بہت بڑا ذریعہ ہے سعادتوں کے حصول کا سبب وہ نماز بنتی ہے جو سنت کے مطابق ہو اور خشوع و خضوع کے ساتھ ادا کی جائے، خشوع و خضوع کا مقتضی ہے کہ نماز کو ہر ایسے فعل سے محفوظ رکھا جائے جو ذکر سے خالی ہو۔ نماز میں ہاتھوں کو بار بار اٹھانا خشوع و خضوع کے خلاف ہے اسی لیے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ اپنے ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔

درج ذیل تحریر میں ہم نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھوں کو نہ اٹھانے پر چند مضبوط دلائل ذکر کریں گے۔

1-أَخْبَرَنَا سُوَيْدُ بْنُ نَصْرٍ، قال: أَنْبَأَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْمُبَارَكِ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنْ عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْأَسْوَدِ، عَنْ عَلْقَمَةَ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ، قال: أَلَا أُخْبِرُكُمْ بِصَلَاةِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: فَقَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ أَوَّلَ مَرَّةٍ، ثُمَّ لَمْ يُعِدْ۔

ترجمہ:

عبداللہ بن مسعودؓ کہتے ہیں کہ کیا میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کی نماز نہ بتاؤں؟ چنانچہ وہ کھڑے ہوئے اور پہلی بار اپنے دونوں ہاتھوں کو اٹھایا، پھر انہوں نے دوبارہ ایسا نہیں کیا۔(سنن نسائی حدیث 1027)

اس حدیث کے تمام راوی ثقہ ہیں۔اور اسکی سند بالکل صحیح ہے۔

مذکورہ روایت کی سند کے رواۃ کی مختصر توثیق ملاحظہ کیجیے۔

ابو عبدالرحمن النسائی

اس حدیث کے پہلے راوی ہیں

امام نسائی جو کہ بالاتفاق ثقہ امام ہیں۔

سوید بن نصر

حافظ ابن حجر لکھتے ہیں:

سويد ابن نصر ابن سويد المروزي أبو الفضل لقبه الشاه راوية ابن المبارك ثقة

(تقريب التہذیب راوی 2699)

عبد اللہ بن مبارک

علامہ ابن حجر فرماتے ہیں:

عبد اللہ ابن المبارک المروزي مولى بني حنظلة ثقة ثبت فقيه عالم جواد مجاهد جمعت فيه خصال الخير

(تقريب التہذیب راوی 3570)

سفیان بن سعید الثوری

محدث ابن حجر رقم طراز ہیں:

سفيان ابن سعيد ابن مسروق الثوري أبو عبد الله الكوفي ثقة حافظ فقيه عابد إمام حجة

(تقريب التہذیب راوی 2445)

عاصم بن کلیب

أبو بكر الأثرم قال سمعت أبا عبد الله يقول عاصم بن كليب لا بأس بحديثه

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم 350/6)

قال العجلی:

عَاصِم بن كُلَيْب الجرمي ثِقَة

(تاریخ الثقات للعجلی 815)

قال ابن حجر: صدوق

(تقريب التہذیب)

عبد الرحمن بن الاسود

يحيى بن معين أنه قال:

عبد الرحمن بن الأسود ثقة

(الجرح والتعدیل لابن ابی حاتم 210/5)

قال ابن حجر:

عبد الرحمن ابن الأسود ابن یزید ابن قیس النخعي: ثقة

(تقریب التہذیب راوی: 3803)

علقمہ

حافظ ابن حجر رقم زن ہیں:

علقمة ابن قیس ابن عبد اللہ النخعي الکوفي ثقة ثبت فقیہ عابد

(تقریب التہذیب راوی: 4681)

سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

جلیل القدر صحابی رسول ہیں۔

نیز بے شمار محدثین نے اس روایت کو قابل حجت قرار دیا ہے۔

1-امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ

(إبراهیم النخعي فقیہ العراق أبو عمران إبراهیم بن یزید بن قیس بن الأسود الکوفي المتوفی 95ھ)

(مذکورہ روایت کے متعلق امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی رائے جاننے سے پہلے ان کا علمی مقام دیکھیئے۔

پانچ صد صحابہ کرام سے ملاقات کا شرف حاصل کرنے والے امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ نے امام ابراہیم نخعی کی وفات پر فرمایا:

کہ ابراہیم نخعی نے اپنے بعد اپنی مثل نہیں چھوڑا نہ بصرہ میں نہ مکہ میں نہ مدینہ میں نہ شام میں۔

فَسمِعتُ الشَّعبيَّ يقولُ: ماتَ رَجل، ما تركَ بعدَهُ مِثلَهُ، لا بِالكوفةِ، ولا بِالبصرةِ، ولا بِمكّةَ، ولا بِالمدينةِ، ولا بِالشامِ۔(التاریخ الکبیر للبخاری 13/2)

امام اعمش رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ابراہیم نخعی حدیث کی پرکھ کے ماہر تھے۔

کان إبراهیم صیرفیا في الحدیث

جلیل القدر تابعی امام سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے:

اے لوگو! تم مجھ سے مسئلے پوچھ رہے ہو حالانکہ تمہارے درمیان ابراہیم نخعی موجود ہیں۔

سعید بن جبیر یقول تستفتوني وفیکم إبراهیم النخعي

(تذکرۃ الحفاظ للذہبی 59/1)

عمرو بن مرہ، علقمہ بن وائل سے روایت کرتے ہیں وہ اپنے والد سے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز میں رفع یدین کیا

(عمرو بن مرہ نے یہ بات امام ابراہیم نخعی کو بتائی) حصین کہتے ہیں:

کہ ابراہیم نے کہا:

میرے خیال میں شاید کہ حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو صرف اسی دن نماز پڑھتے دیکھا۔

پھر کیسے یاد رکھ لیا؟

حضرت ابن مسعود رض اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دیگر اصحاب یاد نہ رکھ سکے۔ حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احوال کا علم حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو حضرت وائلؓ سے زیادہ ہے۔

(ان کے بقول تو)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم شروع نماز میں ہی رفع الیدین کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ النَّضْرِ الْأَزْدِيُّ، ثنا مُعَاوِيَةُ بْنُ عَمْرٍو، ثنا زَائِدَةُ، عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ: ذَكَرَ عَمْرُو بْنُ مُرَّةَ، عَنْ عَلْقَمَةَ بْنِ وَائِلٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي «رَفْعِ يَدَيْهِ لِلصَّلَاةِ» قَالَ حُصَيْنٌ: فَقَالَ إِبْرَاهِيمُ: مَا أَدْرِي لَعَلَّ وَائِلًا لَمْ يَرَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ غَيْرَ ذَلِكَ الْيَوْمِ، فَكَيْفَ حَفِظَهُ؟ وَلَمْ يَحْفَظْهُ عَبْدُ اللهِ وَأَصْحَابُهُ هُوَ أَعْلَمُ بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَمْ عَبْدُ اللهِ فَإِنَّمَا كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ افْتِتَاحًا۔(المعجم الکبیر للطبرانی 11/22)

عمرو بن مرہ کہتے ہیں کہ میں حضرموت کی مسجد میں داخل ہوا وہاں علقمہ بن وائل اپنے والد کے واسطہ سے حدیث بیان کر رہے تھے کہ بے شک اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رکوع سے پہلے اور رکوع کے بعد رفع یدین کرتے تھے میں نے اس بات کا ذکر ابراہیم نخعی رحمہ اللہ کے سامنے کر دیا تو وہ غضبناک ہوئے اور فرمایا: کہ اچھا!

انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو رفع یدین کرتے دیکھا ہے حضرت ابن مسعود رض اور ان کے ساتھیوں نے نہیں دیکھا؟

کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین نہیں کرتے تھے۔

حَدَّثَنَا مُعَاذُ بْنُ الْمُثَنَّى، ثنا مُسَدَّدٌ، ثنا خَالِدٌ، ثنا حُصَيْنٌ، عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: دَخَلْتُ مَسْجِدَ حَضْرَمَوْتَ، فَإِذَا عَلْقَمَةُ بْنُ وَائِلٍ يُحَدِّثُ، عَنْ أَبِيهِ: «أَنَّ رَسُولَ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يَرْفَعُ يَدَيْهِ قَبْلَ الرُّكُوعِ وَبَعْدَهُ» فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لِإِبْرَاهِيمَ، فَغَضِبَ وَقَالَ: رَآهُ وَلَمْ يَرَهُ ابْنُ مَسْعُودٍ وَأَصْحَابُهُ۔(المعجم الکبیر للطبرانی 12/22)

مغیرہ کہتے ہیں میں نے حضرت ابراہیم نخعی سے کہا کہ حضرت وائل کی حدیث ہے کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ جب آپ نماز شروع کرتے اور جب رکوع کرتے اور جب رکوع سے سر اٹھاتے تو رفع یدین کرتے۔

تو حضرت ابراہیم نخعی رحمہ اللہ نے فرمایا:

اگر حضرت وائل رضی اللہ عنہ نے ایک مرتبہ دیکھا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم رفع یدین کر رہے تھے تو حضرت ابن مسعود رض نے پچاس مرتبہ دیکھا ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھوں کو نہیں اٹھاتے تھے۔

حَدَّثَنَا أَبُوْ بَكْرَةَ، قَالَ : ثَنَا مُؤَمَّلٌ، قَالَ : ثَنَا سُفْيَانُ، عَنِ الْمُغِيْرَةِ قَالَ : قُلْتُ لِاِبْرَاہِيْمَ حَدِيْثُ وَائِلٍ أَنَّهُ رَأَى النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، (يَرْفَعُ يَدَيْهِ اِذَا افْتَتَحَ الصَّلَاةَ، وَاِذَا رَكَعَ، وَاِذَا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرُّكُوْعِ؟) .فَقَالَ إِنْ كَانَ وَائِلٌ رَآهُ مَرَّةً يَفْعَلُ ذٰلِكَ، فَقَدْ رَآهُ عَبْدُ اللهِ خَمْسِيْنَ مَرَّةً، لَا يَفْعَلُ ذٰلِكَ۔

(مذکورہ روایت بطور تائید پیش کی گئی ہے)

(شرح معانی الآثار حدیث:1318)

خلاصہ

حدیث کی پرکھ کے ماہر اور کبار تابعین کی موجودگی میں فتوی دینے والے امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو کئی مرتبہ دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ عمل یاد بھی رکھا ہے۔

(لہذا بعض لوگوں کا یہ کہنا باطل ہے کہ حضرت ابن مسعود رض رفع الیدین بھول گئے تھے)

نیز رفع الیدین، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا چند مرتبہ کیا ہوا عمل ہے جبکہ مسلسل کیا ہوا عمل پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین نہ کرنا ہے۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے تعلق سے شیخ الاسلام ابو جعفر الطحاوی رحمہ اللہ کی لاجواب تحقیق پڑھیئے۔

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کا حدیث وائل رضی اللہ عنہ اور حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ پر تبصرہ اور حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے قرب بیان کرنے کے بعد امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ ان لوگوں میں سے ایک تھے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز والے اعمال کو سیکھ کر پھر لوگوں کو سکھلائیں لہذا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز سے متعلق ان لوگوں کا بیان ان لوگوں کے بیان سے اولی ہے جو لوگ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے ان لوگوں کی بنسبت دور کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔

پس اگر کوئی اعتراض کرے کہ تم نے حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ کی جو روایت حضرت ابراہیم نخعی کے حوالے سے بیان کی ہے وہ غیر متصل ہے۔

توان سے کہا جائے گا کہ امام ابراہیم نخعی کے نزدیک جب حضرت ابن مسعود کی حدیث صحیح اور تواتر سے ثابت ہو جاتی تھی تب ہی وہ حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے بطریق ارسال بیان کر دیتے تھے۔

امام اعمش رحمۃاللہ علیہ نے حضرت ابراہیم نخعی رحمۃاللہ علیہ سے کہا کہ جب آپ مجھے حدیث بیان کریں تو اس کی سند بھی بتلایا کریں۔

توحضرت ابراہیم نخعی رحمۃاللہ علیہ نے فرمایا کہ جب میں تم سے کہوں

"قال عبداللہ "یعنی حضرت عبداللہ نے فرمایا!

توحضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی وہ روایت مجھے ایک جماعت نے بیان کی ہوتی ہے اور جب میں تم سے کہوں کہ مجھے حضرت عبداللہ کی حدیث "فلاں راوی" نے سنائی تو حضرت عبداللہ سے بیان کرنے والا وہی راوی ہوتا ہے۔

قَالَ أَبُو جَعْفَرٍ: فَعَبْدُ اللهِ مِنْ أُولَئِكَ الَّذِينَ كَانُوا يَقْرُبُونَ مِنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ , لِيَعْلَمُوا أَفْعَالَهُ فِي الصَّلَاةِ كَيْفَ هِيَ؟ لِيُعَلِّمُوا النَّاسَ ذَلِكَ. فَمَا حَكَوْا مِنْ ذَلِكَ , فَهُوَ أَوْلَى مِمَّا جَاءَ بِهِ مَنْ كَانَ أَبْعَدَ مِنْهُ مِنْهُمْ فِي الصَّلَاةِ. فَإِنْ قَالُوا مَا ذَكَرْتُمُوهُ عَنْ إِبْرَاهِيمَ , عَنْ عَبْدِ اللهِ غَيْرُ مُتَّصِلٍ۔

قِيلَ لَهُمْ كَانَ إِبْرَاهِيمُ , إِذَا أَرْسَلَ عَنْ عَبْدِ اللهِ , لَمْ يُرْسِلْهُ إِلَّا بَعْدَ صِحَّتِهِ عِنْدَهُ , وَتَوَاتُرِ الرِّوَايَةِ عَنْ عَبْدِ اللهِ قَدْ قَالَ لَهُ الْأَعْمَشُ: إِذَا حَدَّثْتَنِي فَأَسْنِدْ. فَقَالَ: إِذَا قُلْتُ لَكَ قَالَ: «عَبْدُ اللهِ» فَلَمْ أَقُلْ ذَلِكَ حَتَّى حَدَّثَنِيهِ جَمَاعَةٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ , وَإِذَا قُلْتُ «حَدَّثَنِي فُلَانٌ عَنْ عَبْدِ اللهِ» فَهُوَ الَّذِي حَدَّثَنِي حَدَّثَنَا بِذَلِكَ إِبْرَاهِيمُ بْنُ مَرْزُوقٍ , قَالَ: ثنا وَهْبٌ أَوْ بِشْرُ بْنُ عُمَرَ , شَكَّ أَبُو جَعْفَرٍ , عَنْ شُعْبَةَ , عَنِ الْأَعْمَشِ بِذَلِكَ۔(شرح معانی الآثار 226/1)

نتیجہ

امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک حضرت ابن مسعود کی حدیث بالکل صحیح ہے اور ابراہیم نخعی نے ترک رفع الیدین کی روایت سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے متعدد شاگردوں سے سنی ہے۔

2-امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

أبو حنيفة الإمام الأعظم فقيه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا التيمي مولاهم الكوفي: مولده سنة ثمانين رأى أنس بن مالك غير مرة لما قدم عليهم الكوفة۔
(تذكرة الحفاظ للذہبی 126/1)

امام ابو حنیفہ روایت کرتے ہیں حماد سے، وہ روایت کرتے ہیں ابراہیم سے، اور روایت کرتے ہیں اسود سے، وہ فرماتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ پہلی تکبیر کے ساتھ رفع یدین کرتے تھے پھر دوبارہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔ اور وہ اس فعل کو نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرتے تھے۔

......ابی حنيفة عن حماد عن ابراہيم عن الاسودان عبداللہ بن مسعود کان یرفع یدیه فی اول التکبیر ثم لا یعود لشئ من ذلک ویاثر ذلک عن النبی صلی اللہ علیه وسلم ۔
(مسند ابی حنیفه للحارثی حدیث 801)

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ میں نے امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ کو فرماتے ہوئے سنا:.....
کہ ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ اسی حدیث کو لیتے تھے جو ان کے نزدیک صحیح ثابت ہو جاتی تھی ان احادیث میں سے جن کو ثقہ راویوں نے بیان کیا ہوتا۔

ابْنِ الْمُبَارَكِ قَالَ سَمِعْتُ سُفْيَانَ الثَّوْرِيَّ يَقُولُ كَانَ أَبُو حَنِيفَةَ شَدِيدَ الأَخْذِ لِلْعِلْمِ ذَابًّا عَنْ حَرَمِ اللَّهِ أَنْ تُسْتَحَلَّ يَأْخُذُ بِمَا صَحَّ عِنْدَهُ مِنَ الأَحَادِيثِ الَّتِي كَانَ يَحْمِلُهَا الثِّقَاتُ وَبِالآخِرِ مِنْ فِعْلِ رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عَلَيْهِ وَسلم وَبِمَا أَدْرَكَ عَلَيْهِ عُلَمَاءَ الْكُوفَةِ ثُمَّ شَنَّعَ عَلَيْهِ قَوْمٌ يَغْفِرُ اللَّه لنا۔(الانتقاء لابن عبد البر 142)

امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث کو روایت کیا پھر اسی پر عمل کیا اور اسی کے مطابق فتوی دیا جو کہ اس بات کی دلیل ہے کہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہ حدیث یقینا صحیح ہے۔

3-امام سفیان ثوری رحمہ اللہ

معروف محدث، نامور فقیہ اور حجت امام سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کو روایت کیا ہے اور پھر اسی کے مطابق عمل کیا ہے۔ حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین نہیں کرتے تھے۔

جیسا کہ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث ابن مسعود کو روایت کرنے کے بعد فرمایا۔

کہ سفیان ثوری حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے مطابق عمل کرتے تھے۔

وبه يقول: غير واحد من اهل العلم من اصحاب النبي صلى الله عليه وسلم والتابعين، وهو قول سفيان الثوري واهل الكوفة۔(جامع ترمذی روایت 257)

مجتہد کا کسی حدیث کو روایت کرنا پھر اس حدیث کے مطابق فتوی و عمل اس کے نزدیک اس روایت کے قابل حجت ہونے کی دلیل ہے۔(الا یہ کہ بصراحت جرح مل جائے پھر تطبیق یا تساقط ہوگا)

معروف محدث خطیب بغدادی رح رقمطراز ہیں:

فَأَمَّا إِذَا عَمِلَ الْعَالِمُ بِخَبَرِ مَنْ رَوَى عَنْهُ لِأَجْلِهِ , فَإِنَّ ذَلِكَ يَكُونُ تَعْدِيلًا لَهُ يُعْتَمَدُ عَلَيْهِ , لِأَنَّهُ لَمْ يَعْمَلْ بِخَبَرِهِ إِلَّا وَهُوَ رِضًا عِنْدَهُ عَدْلٌ , فَقَامَ عَمَلُهُ بِخَبَرِهِ مَقَامَ قَوْلِهِ: هُوَ عَدْلٌ مَقْبُولُ الْخَبَرِ۔(الكفايه للخطيب 92)

الزامی حوالہ

غیر مقلد عالم الشیخ خبیب احمد صاحب نے اپنی کتاب مقالات اثریہ (اس کتاب پر غیر مقلدین کے 'محقق العصر' شیخ ارشاد الحق اثری صاحب کی تقریظ ہے) میں لکھا:

سفیان ثوری کا کسی حدیث کے مطابق فتوی اس بات کی دلیل ہے کہ وہ حدیث ان کے نزدیک صحیح ہے۔ چنانچہ ان کا فرمان ہے:

"میں تین وجوہ کی بنا پر حدیث اخذ کرتا ہوں"

1- میں راوی سے حدیث لے کر اسے دین بناتا (عمل کرتا) ہوں۔

2- میں ایسے آدمی سے حدیث لیتا ہوں، جس پر جرح کرنے کی طاقت نہیں رکھتا اور نہ میں اسے بطورِ دین اختیار کرتا ہوں۔

ایک روایت کے مطابق: میں اس میں توقف کرتا ہوں۔

3- میں ایسے راوی سے بھی حدیث بیان کرتا ہوں، جس کی حدیث کی میں پروا نہیں کرتا۔ میں اس کی حقیقت سے واقفیت چاہتا ہوں۔" (الجعدیات، ص: ۲۷۲، رقم: ۱۸۰۲)

امام ثوری کا یہ قول امام ابو القاسم عبداللہ بن محمد البغوی کے علاوہ دیگر محدثین نے بھی ذکر کیا ہے۔ ضعفاء العقیلی (۱/۱۵، مقدمہ) الکامل لابن عدي (۱/۹۵) معرفة علوم الحدیث (۱۳۵) الکفایة (۲/۴۶۸، فقرة: ۱۲۵۰) جامع بیان العلم وفضلہ (۱/۳۳۰، فقرة: ۴۳۴) شرح علل الترمذي

(مقالات اثریہ ص 174)

4-امام ترمذی
(محمد بن عیسی بن سَورۃ بن موسی بن الضحاک، الترمذي، أبو عیسی. مصنّف کتاب الجامع. حافظ، علم، إمام، بارع. التوفی 279ھ)
فرماتے ہیں:
یہ روایت حسن صحیح ہے۔
(جامع ترمذی حدیث 257)
[جامع ترمذی کے صحیح ترین نسخہ میں حسن صحیح کے الفاظ موجود ہیں]
5-امام طحاوی
[الإمام العلامۃ الحافظ الکبیر، محدث الدیار المصریۃ وفقیهها أبو جعفر أحمد بن محمد بن سلامۃ بن سلمۃ بن عبد الملک، الأزدي الحجري المصري الطحاوي الحنفي (سیر اعلام النبلاء) التوفی 321ھ] فرماتے ہیں:
ان کے اقوال میں سے جو قول میرے ہاں راجح ہو گا
اس کی صحت پر دلائل قائم کروں گا کتاب اللہ، سنت (صحیحہ)، یا اجماع یا صحابہ اور تابعین کے متواتر اقوال کے ساتھ
وَإِقَامَةَ الْحُجَّةِ لِمَنْ صَحَّ عِنْدِي قَوْلُهُ مِنْهُمْ بِمَا يَصِحُّ بِهِ مِثْلُهُ مِنْ كِتَابٍ أَوْ سُنَّةٍ أَوْ إِجْمَاعٍ أَوْ تَوَاتُرٍ مِنْ أَقَاوِيلِ الصَّحَابَةِ أَوْ تَابِعِيهِمْ
(مقدمہ شرحِ معانی الآثار للطحاوی)
امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ نماز میں پہلی تکبیر کے علاوہ رفع یدین نہ کرنے کے قائل تھے آپ نے اپنی لاجواب کتاب "شرح معانی الآثار" اس پر سیر حاصل گفتگو فرمائی ہے۔ پہلے مخالفین کے دلائل کو ذکر فرمایا ہے اور ان کا رد کیا ہے پھر اپنے موقف پر دلائل بیان فرمائے ہیں اور ان پر ہونے والے اشکالات کے کافی شافی جوابات دیے ہیں۔ اپنے دلائل میں آپ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالی عنہ کی مذکورہ روایت کو بھی ذکر کیا ہے۔
حضرت امام طحاوی کی کچھ تحقیق امام ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کے قول کے ذیل میں گزر چکی ہے اور باقی تفصیل جاننے کے لیے آپ ان کی کتاب شرح معانی الاثار میں "نماز میں رکوع کے وقت رفع یدین کرنے اور نہ کرنے والے باب" کا مطالعہ فرمائیں۔ آپ کو امام طحاوی رحمۃ اللہ علیہ کی دقت نظری اور احناف کے موقف کی قوت معلوم ہو گی نیز آپ پر قائلین رفع الیدین کے دلائل کی کمزوری بھی واضح ہو گی۔

(حضرت ابن مسعود رض کی روایت پر اعتراض کے جوابات دیتے ہوئے یہ بھی فرمایا)

اور باوجود اس کے پس تحقیق ہم اس حدیث کو عبد الرحمن بن اسود کے طریق سے متصل روایت کر چکے ہیں۔

ومع ذلک فقد رویناہ متصلاً فی حدیث عبد الرحمن بن الاسود

(شرح معانی الآثار حدیث 1327)

معلوم ہوا کہ مذکورہ روایت کی سند متصل ہے۔

کسی طرح کا کوئی انقطاع وتدلیس نہیں ہے

6-ابو علی الطوسی

[الإمام الحافظ الثقة الرحال أبو علي الحسن بن علي بن نصر، الطوسي الملقب بكردوش (سیر اعلام النبلاء) المتوفی 312ھ] فرماتے ہیں:

سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن ہے۔

وحدیث ابن مسعود حسن

(مختصر الاحکام 103/2)

7- محدث دار قطنی

[الإمام الحافظ المجود، شيخ الإسلام، علم الجهابذة أبو الحسن، علي بن عمر بن أحمد بن مهدي بن مسعود بن النعمان بن دينار بن عبد الله البغدادي المقرئ المحدث، من أهل محلة دار القطن ببغداد (سیر اعلام النبلاء)]

فرماتے ہیں:

اس روایت کی سند صحیح ہے ہاں البتہ اس میں ایک لفظ "ثم لم یعد" محفوظ نہیں ہے جو کہ ابو حذیفہ نے اپنی حدیث میں (سفیان) ثوری سے نقل کیا ہے۔

وَإِسْنَادُهُ صَحِيحٌ، وَفِيهِ لَفْظَةٌ لَيْسَتْ بِمَحْفُوظَةٍ، ذَكَرَهَا أَبُو حُذَيْفَةَ فِي حَدِيثِهِ، عَنِ الثَّوْرِيِّ، وَهِيَ قَوْلُهُ: "ثُمَّ لَمْ يَعُدْ"۔ (العلل للدار قطنی 172/5)

معلوم ہوا کہ محدث دار قطنی کے نزدیک مذکورہ روایت کی سند بالکل صحیح ہے یعنی سند میں تدلیس وانقطاع کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔

قابل توجہ

محدث دار قطنی کا "ثم لم یعد" کے الفاظ پر اعتراض درست نہیں کیونکہ یہ الفاظ ابو حذیفہ کے علاوہ نامور ثقہ امام حضرت عبداللہ بن مبارک نے بھی نقل کیے ہیں۔

ملاحظہ کیجئے!

اخبرنا سويد بن نصر، قال: انبانا عبد الله بن المبارك،عن سفيان، عن عاصم بن كليب، عن عبد الرحمن بن الاسود، عن علقمة، عن عبد الله، قال:" الا اخبركم بصلاة رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: فقام فرفع يديه اولمرة، ثم لم يعد۔(سنن نسائی حدیث 1027)

8-علامہ ابن حزم

(أبو محمد علي بن أحمد بن سعيد بن حزم الظاہری المتوفی ٤٥٦ ہ-)فرماتے ہیں:

یہ حدیث یقینا صحیح ہے۔

إنَّ هَذَا الْخَبَرَ صَحِيحٌ

(المحلی 4/3)

9-علامہ ابن القطان الفاسی

(الامام المحدث علي بن محمد بن عبد الملك الكتامی الحميري الفاسي، أبو الحسن ابن القطان المتوفی 648ھ) رقمطراز ہیں:

دیگر محدثین فرماتے ہیں:

کہ بے شک یہ روایت صحیح ہے۔

پس بہر حال یہ حدیث اس اعتراض کے علاوہ بالکل صحیح ہے جیسا کہ امام دار قطنی نے کہا ہے۔

یہ حدیث میرے نزدیک صحت کے بہت ہی قریب ہے(یعنی بالکل صحیح ہے کمامر قولہ فَأَما الحَدِيث دونها فَصَحِيح) کیونکہ اس کے تمام راوی عادل ہیں۔

ما قبل میں ذکر کردہ اعتراض کے علاوہ اس حدیث میں کوئی بھی علت نہیں ہے۔

وَقَالَ الْآخرُونَ: إِنَّه صَحِيح......

فَأَما الحَدِيث دونهَا فَصَحِيح كَمَا قَالَ الدَّارَقُطْنِيّ......

والْحَدِيث عِنْدِي - لعدالة رُوَاته - أقرب إِلَى الصِّحَّة، وَمَا بِهِ عِلّة سوى مَا ذكرت

(بیان الوہم والایہام ج3ص365,366,367)

معلوم ہوا کہ محدث ابن القطان کے نزدیک

1-حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ کو کئی محدثین نے صحیح قرار دیا ہے۔

2-حدیث ابن مسعود رضی اللہ عنہ صحیح ہے۔

3-اس حدیث کے تمام راوی عادل ہیں۔

4-(ثم لم یعد) کے الفاظ کے علاوہ اس حدیث میں کوئی علت نہیں ہے۔

لہٰذا بعض الناس کا اس حدیث کو سفیان ثوری کی تدلیس کو علت بنا کر رد کرنا درست نہیں۔

فائدہ

بعض لوگوں کو حدیث ابن مسعود ایک آنکھ نہیں بھاتی اس لیے وہ لوگ اس حدیث سے متعلق محدثین کی تصحیح کو دیکھ کر بہت چیں بہ جبیں ہوتے ہیں۔اور امام دار قطنی اور محدث ابن القطان کی (اس حدیث کی) تصحیح سے متعلق شبہات پھیلاتے ہیں۔

ہم ذیل میں معروف محدث حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک عبارت درج کر رہے ہیں۔

جو انشاءاللہ متعصبین کے وساوس کے لیے تریاق کا کام دے گی۔

حافظ ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں:

ابن القطان فرماتے ہیں کہ یہ حدیث میرے نزدیک صحیح ہے البتہ اس کے قول "ثم لا یعود" پر اعتراض ہے کیونکہ ان کے بقول وکیع یہ الفاظ اپنی طرف سے کہتے تھے۔

اور اسی طرح کہا ہے دار قطنی نے کہ یہ روایت صحیح ہے مگر یہ لفظ صحیح نہیں ہے لیکن انہوں نے ان الفاظ کو وکیع کی خطا قرار نہیں دیا۔

البتہ امام ابن القطان کے علاوہ دوسرے حضرات نے اس کا جواب دیتے ہوئے کہا:

کہ وکیع ان الفاظ کو روایت کرنے میں منفرد نہیں بلکہ امام نسائی کی روایت کے مطابق امام عبداللہ بن مبارک نے بھی سفیان ثوری سے ان الفاظ کو بیان کیا ہے۔

وَقَالَ ابْن القطان هُوَ عِنْدِي صَحِيح إِلَّا قَوْله ثمَّ لَا يعود فقد قَالُوا إِن وكيعا كَانَ يَقُولهَا من قبل نَفسه وَكَذَا قَالَ الدَّارَقُطْنِيّ إِنَّه صَحِيح إِلَّا هَذِه اللَّفْظَة لَكِن لم ينسبها إِلَى خطإ وَكِيع وَقَالَ غير ابْن الْقطَّان لم ينْفَرد بهَا وَكِيع بل أوردهَا النَّسَائِيّ من طَرِيق ابْن الْمُبَارك عَن الثَّوْريّ۔(الدرايه لابن حجر 150/1)

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت سے معلوم ہوا کہ

امام دار قطنی اور امام ابن القطان کے نزدیک یہ روایت بالکل صحیح ہے البتہ صرف اس کے ایک لفظ "ثم لا یعود" پر اعتراض تھا جس کا جواب امام ابن حجر عسقلانی نے خود ہی ذکر کر دیا۔

خلاصہ یہ کہ یہ روایت سند اور متن کے اعتبار سے بالکل صحیح ٹھہری۔ والحمد للہ علی ذلک

10-علامہ ابن دقیق العید (تقی الدين أبو الفتح محمد بن علي بن وهب بن مطيع القشيري، المعروف بابن دقيق العيد المتوفی ۷۰۲ھ) کی رائے۔

شیخ نے کتاب "الامام" میں فرمایا:

ابن المبارک کے ھاں اس خبر کا عدم ثبوت اس بات سے مانع نہیں ہے کہ اس میں غور کیا جائے۔ اس حدیث کا مدار عاصم بن کلیب پر ہے اور اس کو ابن معین نے ثقہ قرار دیا ہے۔

فَقَالَ الشَّيْخُ فِي الْإِمَامِ: وَعَدَمُ ثُبُوتِ الْخَبَرِ عِنْدَ ابْنِ الْمُبَارَكِ لَا يَمْنَعُ مِنْ النَّظَرِ فِيهِ، وَهُوَ يَدُورُ عَلَى عَاصِمِ بْنِ كُلَيْبٍ، وَقَدْ وَثَّقَهُ ابْنُ مَعِينٍ، كَمَا قَدَّمْنَاهُ۔(نصب الرايه 395/1)

11-علامہ ابن ترکمانی

(علاء الدين علي بن عثمان بن إبراهيم بن مصطفى المارديني، أبو الحسن، الشهير بابن التركماني (المتوفی ۷۵۰ھ) فرماتے ہیں:

خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس حدیث کے تمام راوی مسلم کی شرط کے مطابق ہیں۔

الحاصل ان رجال هذا الحديث على شرط مسلم

(الجوہر النقی 78/2)

12-علامہ مغلطائی

(مغلطاي بن قليج بن عبد الله البكجري المصري الحكري الحنفي، أبو عبد الله، علاء الدين: المتوفی 762ھ) فرماتے ہیں:

پس اس بنا پر یہ حدیث حسن نہیں بلکہ صحیح ہے۔

فعلى هذا يكون حديثاً صحيحاً لا حسناً

(شرح ابن ماجہ للمغلطائی 286/5)

انہوں نے اس حدیث کا مزید بھی دفاع کیا ہے۔

13-علامہ زیلعی

(جمال الدین أبو محمد عبد اللہ بن یوسف بن محمد الزیلعي المتوفی ٧٦٢ھ-)فرماتے ہیں:

اور تعلیل کا یہ اختلاف مقتضی ہے کہ دونوں اعتراضات کو رد کر دیا جائے، اور حدیث کی صحت کا قائل ہوا جائے کیونکہ یہ حدیث ثقہ راویوں سے مروی ہے۔

وَهَذَا اخْتِلَافٌ يُؤَدِّي إلَى طَرْحِ الْقَوْلَيْنِ، وَالرُّجُوعِ إلَى صِحَّةِ الْحَدِيثِ لِوُرُودِهِ عَنْ الثِّقَاتِ،

(نصب الرایہ 396/1)

14-علامہ عینی

(محمود بن أحمد بن موسی بن أحمد بن الحسین المعروف ب-«بدر الدین العینی» الحنفی المتوفی ٨٥٥ھ-)فرماتے ہیں:

اس حدیث کے تمام راوی امام مسلم کی شرط کے مطابق ہیں پس یہ حدیث صحیح ہے۔

والحاصل أن رجال ھذا الحدیث علی شرط مسلم، فالحدیث حینئذ صحیح

(نخب الافکار)

15-علامہ ابن عراق

(نور الدین، علي بن محمد بن علي بن عبد الرحمن ابن عراق الکناني المتوفی ٩٦٣ھ-)فرماتے ہیں:

امام نووی نے خلاصہ میں لکھا کہ اس حدیث کے ضعیف ہونے پر اتفاق ہے اس پر رد کرتے ہوئے علامہ زرکشی نے فرمایا کہ بے شک اس حدیث کو محدث ابن حزم ، محدث دار قطنی ، محدث ابن القطان وغیرہ حضرات نے صحیح قرار دیا ہے اور حافظ ابن حجر نے ہدایہ کی احادیث کی تخریج میں امام زرکشی کی موافقت کی ہے۔

وَوَقع فِي الْخُلَاصَة للنووي حِكَايَة الِاتِّفَاق على تَضْعِيف هَذَا الحَدِيث وَتعقبه الزَّرْكَشِيّ فِي تَخْرِيج الرَّافِعِيّ بِأَنَّهُ صَححهُ ابْن حزم وَالدَّارَقُطْنِيّ وَابْن الْقطَّان وَغَيرهم۔

(تنزيه الشريعه 102/2)

16-ملا علی قاری

(علي بن السلطان محمد، أبو الحسن نور الدین الملا الھروي القاري المتوفی ١٠١٤ھ-)فرماتے ہیں:

میں کہتا ہوں کہ ان کا اعتراض ختم ہو جاتا ہے اس لیے کہ مذکورہ روایت ان روایات کے موافق ہے جو حضرت ابن مسعود وغیرہ حضرات سے ثابت ہیں۔

قُلْتُ هَذَا مَدْفُوعٌ بِأَنَّهُ يُوَافِقُ مَا ثَبَتَ عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ وَغَيْرِهِ

(الاسرار المرفوعہ ص494)

17-علامہ طاہر فتنی

(محمد طاهر بن علي الهندي التوفی ۹۷٦ھ

(صاحب مجمع البحار في لغة الأحاديث والآثار)

فرماتے ہیں:

اور محدث نووی کا کہنا ہے کہ اس روایت کی تضعیف پر اتفاق ہے (اس کے جواب میں) علامہ زرکشی نے کہا کہ اتفاق کے دعوی کی کوئی حیثیت نہیں ہے کیونکہ ابن حزم، دار قطنی، ابن قطان وغیرہ حضرات نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے، اور ابن حجر نے ہدایہ کی احادیث کی تخریج میں دار قطنی اور ابن القطان سے اس روایت کی تصحیح نقل کی ہے۔

وَقَالَ النَّوَوِيّ اتَّفقُوا على وَضعه، قَالَ الزَّرْكَشِيّ نقل الِاتِّفَاق لَيْسَ بِشَيْء فقد صَححهُ ابْن حزم وَالدَّارَقُطْنِيّ وَابْن الْقطَّان وَغَيرهم وَبَوَّبَ النَّسَائِيّ عَلَيْهِ الرُّخْصَة فِي تَركه، وَنقل ابْن حجر فِي تَخْرِيج أَحَادِيث الْهِدَايَة تَصْحِيحه عَن الدَّارَقُطْنِيّ وَابْن الْقطَّان۔
(تذكرة الموضوعات ص39)

ارشادِ ابن عباسؓ..... لیاقت معاویہؓ

اخبرنا عبدالرزاق عن معمر عن ہمام بن منبہ قال سمعت ابن عباس ما رایت رجلا کان اخلق للملک من معاویہ

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں میں نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ سے زیادہ حکومت کے لائق کوئی شخص نہیں دیکھا۔

(جامع معمر راشد 209/11) (الامالی فی آثار الصحابہ 97/1. السنہ للخلال 85.677/2)

اس روایت کی سند امام بخاری اور مسلم کی شرط کے مطابق بالکل صحیح ہے۔

بلکہ مزے کی بات یہ ہے کہ صحیح بخاری میں بے شمار مقامات پر عبدالرزاق عن معمر عن ہمام بن منبہ کی سند سے روایات موجود ہیں

مثلا رقم الحدیث۔278#416#1966#2066#2891

یہاں عبدالرزاق کی تدلیس کا اعتراض نہ اٹھایا جائے۔ کیونکہ "الامالی" میں صراحت سماع موجود ہے۔ "حدثنا عبدالرزاق اخبرنا معمر

نیز السنہ للخلال میں امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ سے محدث عبدالرزاق کی متابعت موجود ہے

سیدنا عبداللہ بن عباس ھاشمی رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد دشمنان معاویہ کے لئے موت سے کم نہیں۔

مسافرت کی حد پر اعتراض کا جواب

محترم قارئین! آپ نے اکثر و بیشتر دیکھا ہوگا کہ غیر مقلدین آئے دن فقہ حنفی کے کسی نہ کسی مسئلہ پر بیجا اعتراض کر کے فقہ حنفی و احناف کو بدنام کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ ان مسائل میں سے ایک مسئلہ مسافرت کی حد بھی ہے؛ جس پر بعض غیر مقلدین نے اعتراض کر کے فقہ حنفی و احناف کو حدیثِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا مخالف گردانا ہے، چنانچہ ایک غیر مقلد عالم حافظ فاروق الرحمٰن یزدانی صاحب لکھتے ہیں: "جن مسائل میں فقہ حنفی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اختلاف کیا ہے، ان میں سے ایک مسئلہ مسافرت کا ہے کہ مسافر کتنا سفر کرے تو قصر نماز ادا کر سکتا ہے تو اس سلسلے میں بھی احناف نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ کے خلاف مسلک اختیار کیا ہے۔"

پھر آگے چل کر صحیح مسلم کی حدیث پیش کر کے فرماتے ہیں کہ: جب آدمی کم از کم نو میل سفر کرے (آج کے کلومیٹر کے حساب سے لگایا جائے گا کیونکہ میل بڑا ہوتا ہے اور یہ انگریزی کلومیٹر ہے) تو آدمی قصر کر سکتا ہے مگر فقہ حنفی اس کو تسلیم کرنے سے انکاری ہے۔"

ایک اور غیر مقلد عالم حافظ زبیر علی زئی صاحب فرماتے ہیں: کم از کم گیارہ میل کے سفر پر قصر کرنا جائز ہے۔

(الحدیث شمارہ36ص-23)

جواب

محترم قارئین! آپ کو بتادیں کہ یہ ان غیر مقلدین علماء کا ہم احناف اور فقہ حنفی سے محض بغض و عناد کا شاخسانہ ہے۔ ورنہ فقہ حنفی اور احناف نے جتنا احادیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ کا پاس و لحاظ کیا ہے شاید کہ کسی نے کیا ہو۔

آیئے ان کی پیش کردہ حدیث کا جائزہ لے لیتے ہیں۔

غیر مقلدین کے طرف سے صحیح مسلم شریف کی ایک روایت پیش کی جاتی ہے جس کا خلاصہ ہے کہ تین میل یا تین فرسخ کیلئے نکلے تو قصر کرے۔"

اس حدیث کے دو جواب ملاحظہ فرمائیں

جواب اول: غیر مقلدین کا اس حدیث سے استدلال اس لیے صحیح نہیں کہ حدیث میں شک راوی مذکور ہے اور تین فرسخ کے درمیان شعبہ کو شک ہو رہا ہے۔

جواب ثانی: اسی حدیث کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی سنن میں نقل فرمایا ہے، یہ حدیث یا تو اختصار پر مبنی ہے، یا ظن راوی پر بلکہ وہم راوی پر، صحیح صورت حال وہ ہے، جس کو امام ابو داؤد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسری حدیث کے اندر واضح فرمایا ہے،

دوسری حدیث میں فرماتے ہیں

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینے میں ظہر چار رکعت پڑھی اور ذوالحلیفہ میں عصر دو رکعت۔(سنن ابی داود: 1202)

یعنی ذوالحلیفہ سے نماز میں قصر کرتے تھے، جیسا کہ ایک مرسل روایت سے بھی اس کی صراحت ملتی ہے۔

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا زَكَرِيَّا، عَنْ عَامِرٍ، قَالَ: «كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذَا خَرَجَ مُسَافِرًا قَصَرَ الصَّلَاةَ مِنْ ذِي الْحُلَيْفَةِ۔(مصنف ابن أبي شيبة 8117)

حضرت عامر الشعبیؒ فرماتے ہیں کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب سفر کے ارادے سے نکلتے ذوالحلیفہ سے نماز میں قصر کیا کرتے تھے۔(محقق شیخ محمد عوامہ فرماتے ہیں: ھذا مرسل رجالہ ثقات، وعامر ھو الشعبي ان مراسیلہ صحیحۃ)

مراسیل امام شعبی رحمۃ اللہ علیہ کا حکم

علامہ شعبیؒ کی مرسل روایت کس درجے کی ہے؟ اس کے متعلق علامہ ذہبی رحمہ اللہ امام احمد بن عبد اللہ العجلیؒ کا فرمان نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ علامہ شعبیؒ کی مرسل احادیث صحیح ہوتی ہیں، آپ صحیح کے علاوہ کسی حدیث مرسل کو بیان نہیں کرتے ہیں۔

قَالَ أَحْمَدُ بنُ عَبْدِ اللهِ العِجْلِيُّ: سَمِعَ الشَّعْبِيُّ مِنْ ثَمَانِيَةٍ وَأَرْبَعِيْنَ مِنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ -صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: وَلاَ يَكَادُ يُرْسِلُ إِلاَّ صَحِيْحاً۔(سير أعلام النبلاء 301/4)

مذکورہ روایت کی شرح کرتے ہوئے امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَمَّا هَذَا الْحَدِيثُ فَلَا دَلَالَةَ فِيهِ لِأَهْلِ الظَّاهِرِ لِأَنَّ الْمُرَادَ أَنَّهُ حِينَ سَافَرَ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَى مَكَّةَ فِي حَجَّةِ الْوَدَاعِ صَلَّى الظُّهْرَ بِالْمَدِينَةِ أَرْبَعًا ثُمَّ سَافَرَ فَأَدْرَكَتْهُ الْعَصْرُ وَهُوَ مُسَافِرٌ بِذِي الْحُلَيْفَةِ فَصَلَّاهَا رَكْعَتَيْنِ وَلَيْسَ الْمُرَادُ أَنَّ ذَا الْحُلَيْفَةِ كَانَ غَايَةَ سَفَرِهِ فَلَا دَلَالَةَ فِيهِ قَطْعًا وَأَمَّا ابْتِدَاءُ الخ-(شرح النووي على مسلم 200/5)

رہی بات اس حدیث کی تو اصحاب ظواہر کے لئے اس میں کوئی دلیل نہیں ہے؛ کیونکہ اس کا مراد یہ ہے کہ جب آپ ﷺ نے حجۃ الوداع میں مکہ کا سفر کیا تو ظہر کی نماز چار رکعت پڑھی، پھر عصر کا وقت آیا اس حال میں کہ آپ ذوالحلیفہ میں مسافر تھے تو آپ نے عصر کی نماز دو رکعت پڑھی۔

اس حدیث کا مطلب یہ نہیں ہے کہ ذوالحلیفہ آپ کے سفر کا مقصد/انتہاء تھا۔

لہٰذا اس حدیث میں اس پر بالکل بھی دلالت نہیں ہے۔

توضیح: روایت کا مطلب یہ ہوگا کہ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ طیبہ سے تقریباً تین میل باہر چلے جاتے اور نماز کا وقت وہاں شروع ہو جاتا تو وہاں آپ کا قصر کرتے، یہ مطلب نہیں کہ منتہائے سفر ہی تین میں ہوتا تھا (یعنی یہ کہنا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم چھ میل کہ مسافت پر قصر فرماتے تھے تو یہ صحیح نہ ہوگا اس لیے کہ ذوالحلیفہ آپ کا منتہائے سفر نہیں تھا، وہ تو درمیان کی منزل تھی)۔ جیسے کوئی سہارنپور سے دہلی کے لئے روانہ ہو اور راستہ میں دیوبند کے اسٹیشن پر نماز قصر پڑھے تو اس کے معنی یہ قطعاً نہیں کہ دیوبند تک کے سفر میں قصر کیا جائے گا۔

الزامی جواب

غیر مقلد عالم ابو سعید شرف الدین دہلوی فرماتے ہیں:

خلاصہ یہ ہے کہ مسافت قصر اڑتالیس (48) میل ہی صحیح ہے نو میل غلط ہے هذا والله اعلم ۔

وَقَالَ الْجُمْهُورُ لَا يَجُوزُ الْقَصْرُ إِلَّا فِي سَفَرٍ يَبْلُغُ مَرْحَلَتَيْنِ انتهى ص-۲۴۲ یعنی جمہور سلف و محدثین کا.... مسلک اڑتالیس میل کے سفر پر قصر ہے اس سے کم پر نہیں۔ (ابو سعید شرف الدین دہلوی) (فتاوی ثنائیہ 462/1)

ایک مجلس کی تین طلاقیں تین ہیں

حضرت سہل بن سعد ساعدیؓ بیان کرتے ہیں: میں نبی کریم ﷺ کے سامنے لعان کرنے والے (میاں بیوی) کے واقعہ میں موجود تھا، اس مرد نے نبی کریم کی موجودگی میں اس عورت کو تین طلاقیں دے دیں تو نبی نے ان کو نافذ قرار دیا۔ نبی کریم ﷺ کی موجودگی میں جو کچھ بھی کیا جائے تو وہ سنت ہوتا ہے۔ اس کے بعد لعان کرنے والوں کے درمیان یہی سنت رائج ہوئی کہ میاں بیوی کے درمیان علیحدگی کر دی جاتی تھی اور پھر وہ دونوں کبھی اکٹھے نہیں ہو سکتے۔

(سنن دار قطنی حدیث 3648)

حضرت عمر کے قول کی سند نہیں

تو حافظ ابن حجر رح کا فتح الباری میں حضرت عمر سے بلا سند یہ نقل کرنا کہ وہ "مازاد" کی فرضیت کے قائل تھے کیوں کر قابل قبول ہو سکتا ہے ؟(توضیح الکلام 425)

تصویر کا دوسرا رخ

حضرت عمر کے قول کی سند ہے !

ایک طرف اثری صاحب حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ کے قول کو اس بنیاد پر رد کر رہے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے قول کی سند نہیں ہے۔

اسی کتاب کے اگلے ہی صفحہ پر یہی اثری صاحب نہ صرف سند کے وجود کو تسلیم کر رہے ہیں بلکہ اس سند سے مروی روایت کا جواب بھی دے رہے ہیں

چنانچہ لکھتے ہیں:

کہ یاد رہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ اثر کتاب القراءۃ (60) میں امام بیہقی رح نے امام ابن خزیمہ رح کے واسطہ سے نقل کیا ہے جس میں "واقرا فاتحۃ الکتاب وشیئا" کے الفاظ ہیں اور اس میں عبایہ نہیں مگر یہ روایت شاذ ہے۔

(توضیح الکلام ص 426)

مولانا سرفراز صفدرؒ کے علم کی نفی

ایک طرف اثری صاحب تحریر کرتے ہیں:

مگر یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ جو بزرگ اصول و ضوابط کو سمجھنے کے مدعی ہیں وہ فن جرح و تعدیل کے ابجد سے بھی واقف نہیں۔(توضیح الکلام 69)

امام اہلسنت کے علم و فضل کا اعتراف

جبکہ دوسری طرف رقم طراز ہیں:

حضرت مولانا سرفراز صاحب صفدر بلاشبہ متبحر عالم اور عرصہ دراز سے تعلیم و تعلم اور تصنیف و تالیف میں مشغول ہیں.....

ہم بھی ان کے علم و فضل کے معترف ہیں۔(.... تصانیف کے آئینہ میں ص 17)

صحیحین میں مدلسین کا عنعنہ مضر نہیں

ارشاد الحق اثری صاحب بہت پیار سے ایک اصول تحریر فرماتے ہیں:

مگر ہماری رائے یہ ہے کہ یہ انداز تحقیق صحیح نہیں۔ قتادہ اپنی جگہ مدلس مگر صحیحین میں قتادہ کا نہ عنعنہ مضر ہے اور .... بصورت تسلیم۔ نہ ہی ابو قلابہ کا، علاوہ کا بلکہ صحیحین میں ان کی روایات محمول علی السماع ہیں۔(توضیح الکلام ص 372)

اپنے لکھے ہوئے اصول کو بھول کر یا تعصب میں بہہ کر، جان بوجھ کر اپنے اصول کی دھجیاں بکھیرتے ہوئے اپنے مسلک کے خلاف اور احناف کے حق میں آنے والی حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث "واذاقراء فانصتوا" پر جرح کرتے ہوئے اثری صاحب نے لکھا:

امام بخاری فرماتے ہیں اس روایت میں قتادہ کا حطان سے سماع نہیں۔(توضیح الکلام 688)

ہماری ان گزارشات سے واضح ہو جاتا ہے کہ قتادہ مدلس اور اس کی معنعن روایت صحت کے منافی ہے۔(توضیح الکلام 699)

لہٰذا یہ تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ جمہور کے عمومی اقوال سے جن کا سہارا مولانا صفدر صاحب نے لیا ہے وہ روایات خارج ہیں جن پر آئمہ ناقدین نے تنقید کی ہے۔(توضیح الکلام 703)

اس ضروری وضاحت سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قتادہ مدلس ہے صحیحین میں مدلسین کی معنعن روایات جمہور کی سماع پر محمول ہیں مگر جہاں دلائل قطعیہ سے انقطاع ثابت ہو اس کا انکار محض مجادلہ و مکابرہ پر مبنی ہے۔(توضیح الکلام ص 706)

معلوم ہوا کہ غیر مقلدین کے ہاں صحیحین میں مدلسین کا عنعنہ تب تک قبول ہے جب تک کہ وہ غیر مقلدین کے حق میں ہو۔

جاری ہے....

امام احمدؒ ٹوپی اور عمامہ

امام ابو داؤدؒ فرماتے ہیں: میں نے امام احمدؒ کو دیکھا کہ آپ ٹوپی پر عمامہ باندھتے تھے۔

رأیت احمد یعتم علی قلنسوۃ

(مسائل الامام احمد بروایت ابی داؤد السجستانی صفحہ 351)

ماتم کی حرمت، شیعہ کتب سے

شریعت اسلامیہ میں ماتم اور نوحہ حرام ہے ماتم کی حرمت بے شمار دلائل سے ثابت ہے لیکن امت میں ایک طبقہ ایسا ہے جو نہ صرف ماتم کرتا ہے بلکہ ماتم کو عظیم عبادت بھی گردانتا ہے اور یہ طبقہ روافض کا ہے جیسا کہ آپ ناظرین کو معلوم ہی ہے۔ان لوگوں کو جب ہم ماتم سے منع کرتے ہیں اور مختلف دلائل سے ماتم کی حرمت و ممانعت ثابت کرتے ہیں تو یہ لوگ فورا کہہ دیتے ہیں کہ ہم تو آپ کی کتب کو مانتے ہی نہیں۔

اس لیے ہم نے مناسب جانا کہ ہم ان کی معتبر کتب سے ہی ماتم کی حرمت پر ان کو دلائل دکھادیں کہ شاید وہ راہ راست پر آجائیں۔

شیعہ حضرات کی معروف کتاب الکافی میں ہے:

امام ابوعبداللہ (جعفر صادق)علیہ السلام فرماتے ہیں جب اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ فتح کیا تو آپ کی بیعت کی مردوں نے, پھر عورتیں بیعت کے لیے آئیں۔

اللہ جل شانہ نے قرآن پاک کی آیت نازل فرمائی۔

اے نبی جب آپ کے پاس ایمان والی عورتیں اس بات پر بیعت کرنے کو آئیں کہ اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں گی اور نہ چوری کریں گی اور نہ زنا کریں گی اور نہ اپنی اولاد کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد لائیں گی جسے اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفہ شوہر سے جنی ہوئی) بنالیں اور نہ کسی نیک بات میں آپ کی نافرمانی کریں گی تو ان کی بیعت قبول کر اور ان کے لیے اللہ سے بخشش مانگ، بے شک اللہ بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔(سورہ ممتحنہ آیت 12 پارہ 28)

عکرمہ بن ابی جہل کی بیوی ام حکیم بنت حارث بن ہشام نے پوچھا:

یارسول اللہ ! وہ معروف کیا ہے جس کے متعلق اللہ جل شانہ نے فرمایا کہ ہم اس میں آپ کی نافرمانی نہ کریں؟

(ان کا اشارہ آیت کے حصہ "ولا یایعصینک فی معروف" کی طرف تھا)

کہ تم اپنے رخسار ہر گز مت پیٹو، اور تم اپنے چہرے کو ہر گز زخمی نہ کرو اور تم اپنے بال مت اکھیڑو، اور تم اپنا گریبان ہر گز چاک نہ کرو، اور تم اپنے کپڑوں کو ہر گز سیاہ نہ کرو، (یعنی اظہار مصیبت و غم کے لیے سیاہ کپڑے مت پہنو)، اور تم "ہائے ہلاکت، ہائے مر گئے، جیسے الفاظ کے ساتھ دہائی مت دو۔

عورتوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اس بات پر بیعت کر لی۔

مذکورہ روایت سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ غم و مصیبت کے اظہار کے وقت چہرہ پیٹنا، گریبان چاک کرنا، بال اکھیڑنا، کپڑوں کو سیاہ کرنا یا سیاہ کپڑے پہننا اور ویل، ہلاکت، تباہی، کے الفاظ بولنا قطعا جائز نہیں ہے۔

اور یہ بھی پتا چلا کہ مذکورہ ممنوعہ افعال کرنے والا نہ صرف پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی کرتا ہے بلکہ آیت قرآنی کی صریح مخالفت کر کے حق تعالی شانہ کے حکم کو بھی توڑتا ہے۔

اب ہم دیکھیں گے کہ کون کون سا شیعہ اپنے معصوم امام کی بات پر لبیک کہتے ہوئے ماتم کو حرام و ناجائز نہ جائز قرار دیتا ہے۔

فائدہ

شیعہ حضرات کے سامنے جب ہم کوئی روایت ان کے عقیدہ و عمل کے خلاف ان کی کتب سے پیش کرتے ہیں تو اکثر اوقات وہ فورا اس روایت کو ضعیف کہہ کر رد کر دیتے ہیں۔

اس لیے ہم نے مناسب سمجھا کہ مذکورہ روایت کو شیعہ اصول کے مطابق صحیح ثابت کر دکھلائیں۔

مذکورہ روایت کے تمام راوی شیعہ اسماء الرجال کے مطابق بالکل ثقہ ہیں۔

تفصیل درج ذیل ہے

روایت کے پہلے راوی ہیں۔ "الکافی "کتاب کے مصنف محمد بن یعقوب بن إسحاق، الكليني الرازي ويعرف أيضا " بالسلسلي البغدادي: أبو جعفر، الأعور المعروف

یعقوب الکلینی جو شیعہ محدثین کے نزدیک ثقہ ہیں۔

علامہ نجاشی لکھتے ہیں:

محمد بن يعقوب بن إسحاق أبو جعفر الكليني - وكان خاله علان الكليني الرازي - شيخ أصحابنا في وقته بالري ووجههم، وكان أوثق الناس في الحديث، وأثبتهم۔ (رجال النجاشی ص 377)

دوسرے راوی ہیں۔

علي بن إبراهيم بن هاشم أبو الحسن القمي۔

جن کے متعلق

أبو العباس أحمد بن علي بن أحمد بن العباس النجاشي الأسدي الكوفي 372-450 المعروف

علامہ نجاشی لکھتے ہیں:

ثقة في الحديث، ثبت، معتمد، صحيح المذهب، سمع فأكثر (وأكثر)، وصنف كتبا وأضر في وسط عمره

(رجال النجاشی 260)

تیسرا راوی ہے ابراہیم بن ہاشم ابو اسحاق القمی۔

علامہ ابو القاسم الخوئی لکھتے ہیں:

علامہ نے فرمایا:

میرے نزدیک راجح یہ ہے کہ ان کی روایت قبول کی جائے۔

اس کے بعد علامہ الخوئی نے لکھا:

ابراہیم بن ہاشم کی وثاقت میں کوئی شک نہیں ہے۔

پھر انہوں نے اس کی وثاقت کو متعدد دلائل سے ثابت کیا ہے

: أن العلامة في الخلاصة قال: "لم أقف لاحد من أصحابنا على قول في القدح فيه، ولا على تعديل بالتنصيص والروايات عنه كثيرة.

والأرجح قبول روايته".

أقول: لا ينبغي الشك في وثاقة إبراهيم بن هاشم، ويدل على ذلك عدة أمور

(معجم رجال الحديث 291/1)

مذکورہ روایت کے چوتھے راوی ہیں احمد بن محمد بن ابو نصر۔

ان کے متعلق علامہ نجاشی لکھتے ہیں:

أحمد بن محمد بن عمرو بن أبي نصر زيد مولى السكون، أبو جعفر المعروف بالبزنطي، كوفي لقي الرضا وأبا جعفر عليهما السلام، وكان عظيم المنزلة عندهما۔ (رجال النجاشی ص 75)

شیعہ عالم علامہ تقی الدین الحسن بن علي بن داود الحلي قدس سرہ المولود سنۃ 647ھ والمتوفی بعد سنۃ 707ھ فرماتے ہیں:
ثقة جليل عندهما- عليهما السلام
(رجال ابن داود حلی ص42)
معلوم ہوا کہ مذکورہ راوی شیعہ حضرات کے بقول امام رضا اور امام ابو عبد اللہ رحمہم اللہ کے نزدیک ثقہ اور بلند مرتبے والا تھا۔
پانچویں راوی ہیں ابان۔
مراد اس سے: أبان بن الأحمر
أبان بن عثمان الأحمر البجلي مولاهم، أصله كوفي كان يسكنها تارة والبصرة تارة۔
علامہ الکشی نے امام ابو عبد اللہ علیہ السلام کے جن فقہاء اصحاب کے متعلق اجماع نقل کیا کہ ان کی روایت مقبول ہے ان میں ایک نام ابان بن عثمان کا بھی ذکر کیا ہے۔ مذکورہ بات درج کرنے کے بعد
علامہ الخوئی نے کہا:
یہ (امامیہ کے نزدیک بالاجماع ان کی روایت کا صحیح ہونا) ان کی توثیق کے لیے کافی ہے لیکن اس کے باوجود ابان کا ذکر علی بن ابراہیم بن ہاشم کی تفسیر کے طریق میں آیا ہے اور علی بن ابراہیم گواہی دے چکے ہیں کہ اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔
قال الكشي في تسمية الفقهاء من أصحاب أبي عبد الله عليه السلام:
" أجمعت العصابة على تصحيح ما يصح من هؤلاء وتصديقهم لما يقولون
وهو يكفي في توثيقه، على أنه وقع في طريق علي بن إبراهيم بن هاشم في التفسير، وقد شهد بأن ما وقع فيه من الثقات۔(معجم رجال الحديث للخوئ 14/1)
ان سے اوپر راوی ہیں امام ابو عبد اللہ یعنی امام جعفر صادق رحمہ اللہ تعالیٰ۔
علي بن إبراهيم، عن أبيه، عن أحمد بن محمد بن أبي نصر، عن أبان، عن أبي عبد الله (عليه السلام) قال: لما فتح رسول الله (صلى الله عليه وآله) مكة بايع الرجال ثم جاء النساء يبايعنه فأنزل الله عز وجل (يا أيها النبي إذا جاءك المؤمنات يبايعنك على أن لا يشركن بالله شيئا ولا يسرقن ولا يزنين ولا يقتلن أولادهن ولا يأتين ببهتان يفترينه بين أيديهن و أرجلهن ولا يعصينك في معروف فبايعهن واستغفر لهن الله إن الله غفور رحيم (4)) فقالت هند: أما الولد فقد ربينا صغارا وقتلتهم كبارا وقالت أم حكيم بنت الحارث بن هشام و كانت عند عكرمة بن أبي جهل: يا رسول الله ما ذلك المعروف الذي أمرنا الله أن لا نعصينك فيه؟ قال: لا تلطمن خدا ولا تخمشن وجها ولا تنتفن شعرا ولا تشققن جيبا ولا تسودن ثوبا ولا تدعين بويل فبايعهن رسول الله (صلى الله عليه وآله) على هذا،

فقالت: يا رسول الله كيف نبايعك؟ قال:إنني لا أصافح النساء فدعا بقدح من ماء فأدخل يده ثم أخرجها فقال: ادخلن أيديكن في هذا الماء فهي البيعة۔(کتاب الکافی 527/5)

قبر پر سورہ بقرہ کا اول آخر رکوع اور امام یحی بن معین

محدث عباس دوری فرماتے ہیں:

میں نے امام یحیی بن معین رحمہ اللہ سے قبر پر قرآت کے متعلق دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا کہ ہم سے حدیث بیان کی مبشر بن اسماعیل نے، وہ روایت کرتے ہیں عبد الرحمن بن علاء بن اللجلاج سے، وہ روایت کرتے اپنے والد سے بے شک انہوں نے فرمایا:

اپنے بیٹے سے! کہ جب مجھے قبر میں ڈال کر لحد میں اتار دیا جائے تو تم کہو "بسم اللہ و علی سنۃ رسول اللہ" اور جب تم میری قبر کی مٹی درست کر چکو تو میرے سر کے پاس سورہ بقرہ کا اول اور آخری (رکوع) پڑھنا.

میں نے دیکھا کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالی عنہ بھی اس عمل کو پسند فرماتے تھے۔

سَأَلت يحيى بن معِين عَن الْقِرَاءَة عِنْد الْقَبْر فَقَالَ حَدثنَا مُبشر بن إِسْمَاعِيل الْحلَبِي عَن عبد الرَّحْمَن بن الْعَلَاء بن اللَّجْلَاج عَن أَبِيه أَنه قَالَ لِبَنِيهِ إِذا أدخلت الْقَبْر فضعوني فِي اللَّحْد وَقُولُوا بِسم الله وعَلى سنة رَسُول الله وسنوا على التُّرَاب سنا واقرؤوا عِنْد رَأْسِي أول الْبَقَرَة وخاتمتها فَإِنِّي رَأَيْت بن عمر يسْتَحبّ ذَاك

(تاريخ ابن معين برواية دوری 502/4)